بچوں اور بڑوں کے لیے ایک مستند دستاو

قائداعظم اور پاکستان

تحریکِ پاکستان سے قیامِ پاکستان تک کی مختصر تاریخ

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

BOOKS GIVE US WINGS
NATIONAL BOOK FOUNDATION

Marfat.com

Marfat.com

بچوں اور بڑوں کے لیے ایک مستند دستاویز

قائداعظم اور پاکستان

(تحریکِ پاکستان سے قیامِ پاکستان تک کی مختصر تاریخ)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد

Marfat.com

Marfat.com

بچوں اور بڑوں کے لیے ایک مستند دستاویز

قائداعظم اور پاکستان

(تحریکِ پاکستان سے قیامِ پاکستان تک کی مختصر تاریخ)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

Marfat.com

NATIONAL BOOK FOUNDATION
BOOK REVOLUTION

©2016 نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں
نیشنل بک فاؤنڈیشن کی باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

نگران : ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مصنف : ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

اشاعت اوّل : 1985ء (تعداد:1000)
اشاعت دوم : 1989ء (تعداد:2000)
اشاعت سوم : اگست، 2016ء (تعداد:1000)
کوڈ نمبر : QAB-007
آئی ایس بی این : 978-969-37-0978- 0
طابع : طاہر پرنٹنگ پریس، اسلام آباد
قیمت : -/100 روپے

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk یا فون 92-51-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk

Marfat.com

فہرست

○ پیش لفظ ڈاکٹر انعام الحق جاوید 7

مضمون	صفحہ نمبر
ا۔ باب اوّل تصورِ پاکستان کی ابتدا	9
◆ الگ ہستی کا مطالبہ	10
◆ جداگانہ انتخابات	11
◆ الگ وطن کا تصور	12
◆ اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد	15
◆ چودھری رحمت علی کی تحریکِ پاکستان	17
◆ مسلمانوں کی سیاست کے دو رُخ	20

Marfat.com

۲۔ باب دوم

- محمد علی جناح ایک روشن خیال رہنما 22
- میثاقِ لکھنؤ اور مسلمانوں کے حقوق 24
- ناکافی اصلاحات اور جبر و تشدد 26
- تحریک خلافت 28

۳۔ باب سوم شُدھی سنگھٹن اور ہندو راج 31

- جناح کے چودہ نکات 34
- پاکستان کی طرف پہلا قدم 36
- فرقہ وار فیصلہ 40

۴۔ باب چہارم ۱۹۳۵ء کی آئینی اصلاحات 41

- ۱۹۳۷ء کے انتخابات سے قراردادِ پاکستان تک 44
- کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان کھنچاؤ 45
- کانگریسی وزارتوں کے مظالم 47
- قائداعظم کے نام اقبال کے خطوط 51

Marfat.com

- مسلم طلبہ پاکستان کے حق میں 52
- قائداعظم اور پاکستان 53
- مسلمان اقلیت نہیں قوم ہیں 55
- لاہور سیشن میں قائداعظم کا خطبۂ صدارت 57
- قراردادِ پاکستان 60

۵۔ باب پنجم

- پاکستان کے لیے آئینی جنگ 63
- کرپس تجاویز 65
- گاندھی جناح بات چیت 69
- عالمی جنگ کے بعد شملہ کانفرنس 70
- عام انتخاب میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی 73
- وزارتی مشن کی تجاویز 74
- براہِ راست اقدام 79

Marfat.com

۶۔باب ششم

- ۳جون کا منصوبہ: پاکستان کا قیام 83
- انگریز پاکستان کے مخالف تھے 86
- قائداعظم اور پاکستان ۔ 88

۷۔باب ہفتم

- قائداعظم کا تصورِ پاکستان 92
- معاشی نظام 96
- پاکستان کا آئین 102
- صوبائی اور علاقائی تعصبات 103
- اقلیتوں سے سلوک 105

Marfat.com

پیش لفظ

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی جانب سے نئی منصوبہ بندی کے تحت علم، ادب، سائنس، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، اسلامیات، اخلاقیات، طب، حالات حاضرہ، حکمت و دانائی اور بچوں کے ادب سمیت، دیگر اہم موضوعات پر معلوماتی کتب کی اشاعت تسلسل سے جاری ہے۔ اس ضمن میں کوشش کی جاتی ہے کہ قارئین کے ذوق مطالعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مفید، معیاری اور معلوماتی کتابیں شائع کی جائیں۔ موجودہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

نامور مصنف ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی یہ کتاب پہلی مرتبہ این بی ایف سے 1985ء میں اور دوسری بار 1989ء میں شائع ہوئی تھی۔ اب اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن نئی کمپوزنگ اور تزئین نو کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

امید ہے اپنے موضوع اور طرزِ تحریر کے باعث یہ کتاب نئی نسل کے

Marfat.com

لیے مفید اور معلومات افزا ثابت ہوگی اور پڑھنے والے اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق جاوید
(تمغہء حُسنِ کارکردگی)
(مینیجنگ ڈائریکٹر)

Marfat.com

باب اوّل

تصورِ پاکستان کی ابتداء

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار سینکڑوں سال تک قائم رہا۔ مسلمانوں نے برصغیر کے لوگوں کو امن دیا، انصاف دیا، خوشحالی دی، مذہبی آزادی دی۔ سب سے بڑھ کر ایک نئی تہذیب دی۔ جس کے آثار آج بھی برصغیر کے چپے چپے پر موجود ہیں لیکن جب مسلمانوں میں پھوٹ پڑی، اندرونی جھگڑے اٹھے، تو اس حکومت کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں۔ ایسے میں سمندر پار سے انگریز آئے۔ انھوں نے تجارت کے بہانے اپنے اڈے جمائے۔ اس کے بعد پاؤں پھیلائے۔ برصغیر میں بسنے والوں کو آپس میں لڑایا اور آخر کار مسلمانوں کو حکومت سے بے دخل کر دیا۔

Marfat.com

الگ ہستی کا مطالبہ:

اب کوئی ایسی صورت باقی نہ رہی کہ پورے ہندوستان پر ایک بار پھر مسلمانوں کا پرچم لہرانے لگے۔ انگریزوں کے جانے کے بعد آنے والا دور جمہوریت کا دور تھا اور چونکہ برصغیر میں ہندوؤں کی آبادی ۷۶ فیصد تھی اور مسلمانوں کی تقریباً ۲۴ فیصد، اس لیے سیاسی اقتدار ملتا تو ہندوؤں کو اور کل کے حاکم محض ایک اقلیت بن کر رہ جاتے جو ظاہر ہے اکثریت کے رحم وکرم پر ہوتی۔ ایسے میں قدرتی طور پر مسلمانوں میں اپنے مستقبل کے بارے میں وسوسے اور اندیشے پیدا ہونے لگے۔ ہندوؤں میں ایسی تحریکیں اٹھیں جو مسلمانوں کو غاصب بھی قرار دیتی تھیں اور غیر ملکی بھی۔ وہ خالص ہندو راج چاہتی تھیں اور ان کی آرزو یہ تھی کہ مسلمان اپنی الگ ہستی کھو بیٹھیں۔

ایسی الگ ہستی کو برقرار رکھنے کی خاطر سرسید احمد خان نے جدوجہد کی، مسلمانوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑا دی اور انھیں جدید تعلیم سے آشنا کیا۔ ان میں ایک ایسا تعلیم یافتہ طبقہ پیدا کر دیا جس نے قومی زندگی میں بڑھ چڑھ کر حصہ

Marfat.com

لیا۔ ۱۹۰۶ء میں جب مسلمان رہنماؤں کے ایک وفد (شملہ ڈیپوٹیشن) نے سر آغا خان کی سربراہی میں گورنر جنرل لارڈ منٹو سے ملاقات کر کے مسلمانوں کے مطالبات پیش کیے اور اسی سال دسمبر میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد ڈالی تو ان میں بھی وہی لوگ پیش پیش تھے جو علی گڑھ سے تعلیم پا کر نکلے تھے اور سر سید احمد خان کی تحریک سے متاثر تھے۔

جداگانہ انتخاب:

اس زمانے میں مسلمانوں کا نصب العین یہ تھا کہ ہندوستان کی سیاسی زندگی میں انھیں ایسا مقام حاصل ہو جو ان کے حالات کے مطابق ہو اور جس سے ان کی الگ ہستی برقرار رہے۔ اس کے لیے انھوں نے انگریزی حکومت سے جداگانہ انتخاب کا اصول منوایا جس کا مطلب یہ تھا کہ جو جمہوری ادارے قائم ہوں۔ ان کی رکنیت کے لیے مسلمانوں کے انتخابی حلقے الگ ہوں۔ ان میں صرف مسلمان امیدوار بن سکیں اور وہی ووٹ دے سکیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ

Marfat.com

مسلمان ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جداگانہ انتخاب کا اصول صرف ہندوستان سے مخصوص تھا۔ دنیا کے کسی اور ملک میں اس کا رواج نہیں تھا۔ جداگانہ انتخاب کے علاوہ مسلمانوں نے اپنے مستقبل کی حفاظت کے لیے دوسرے مطالبات بھی پیش کیے لیکن یہ فرض کرلیا گیا تھا کہ ہندوستان ایک ملک ہے اور ایک ملک ہی رہے گا۔

الگ وطن کا تصور:

اس کے پہلو بہ پہلو بعض ذہنوں میں یہ سوچ بھی ابھر رہی تھی کہ مسلمان الگ قوم ہیں تو ان کے لیے وطن بھی الگ ہونا چاہیے۔ سرسید احمد خان ہندوستان کے لیے براعظم کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ برطانیہ کے مشہور سیاست دان جان برائٹ کی رائے بھی یہی تھی۔ وہ ہندوستان کو پانچ یا چھ ریاستوں میں تقسیم کرنے کے حامی تھے۔ ایک اور برطانوی مصنف اور سیاست داں ویلفرڈ سکیوں بلنٹ

Marfat.com

نے ۱۸۸۳ء میں یہ تجویز پیش کی کہ شمالی ہند میں مسلمانوں کی حکومت ہو اور جنوبی ہند میں ہندوؤں کی۔ اس کے سات سال بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بنیادی جھگڑوں اور ہندو مسلم فسادات پر تبصرہ کرتے ہوئے مشہور ناول نگار مولانا عبدالحلیم شرر نے اپنے ہفت روزہ ''مہذب'' میں لکھا کہ اگر ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کو برداشت نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقے الگ کر لیں۔ ۱۹۰۶ء میں شملہ وفد کے جواب میں ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ منٹو نے جو تقریر کی اس میں ہندوستان کو براعظم قرار دیا۔

۱۹۱۱ء میں مولانا محمد علی جوہر نے ہفت روزہ ''کامریڈ'' جاری کیا تو اس کے پہلے شمارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کا مسئلہ کوئی ملکی مسئلہ نہیں بلکہ ایک بین الاقوامی مسئلہ ہے کیونکہ مسلمان الگ قوم ہیں۔ دو سال بعد اُسی اخبار میں یہ تجویز آئی کہ شمالی ہندوستان پر مسلمانوں کا راج ہو اور جنوبی ہندوستان پر ہندوؤں کا۔ ۱۹۱۷ء میں دنیا بھر کے سوشلسٹوں کی ایک کانفرنس سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں ہوئی۔ اس میں علی گڑھ کے دو پروفیسروں

Marfat.com

ڈاکٹر عبدالجبار الخیری اور ڈاکٹر عبدالستار الخیری نے یہ تجویز پیش کی کہ ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک مسلمانوں کا اور ایک ہندوؤں کا۔ ۱۹۲۳ء میں ڈیرہ اسماعیل خان کی اسلامی انجمن کے صدر سردار گل خان نے ایک برطانوی کمیشن کے سامنے بھی یہ تجویز رکھی اور کہا کہ ''مسلم ہندوستان'' اور ''ہندو ہندوستان'' میں آبادیوں کا تبادلہ بھی ہوتا کہ سارے مسلمان ''مسلم ہندوستان'' میں جمع ہو جائیں اور سارے ہندو ''ہندو ہندوستان'' میں۔

۱۹۲۴ء میں مولانا حسرت موہانی نے کہا کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کی الگ مملکت بنائی جائے اور ہندو اکثریت کے صوبوں کی الگ۔ اس کے بعد دونوں برابری کی سطح پر ایک فیڈریشن بنائیں۔ اسی سال کے آخر میں ہندوؤں کے مشہور رہنما لالہ لاج پت رائے نے مولانا حسرت موہانی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے لکھا کہ صوبہ سرحد، مغربی پنجاب، سندھ اور مشرقی بنگال کو مسلمان مملکتیں بنا دیا جائے۔ دسمبر ۱۹۲۸ء میں لاہور کے روزنامہ ''انقلاب'' میں ''ہندی مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن'' کے عنوان سے چار مضامین چھپے، جن میں مطالبہ

Marfat.com

کیا گیا کہ پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کو حقِ خود ارادیت کی بنا پر آزاد مملکت کی حیثیت دی جائے۔

اقبال کا خطبہ الٰہ آباد:

دسمبر ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس اِلٰہ آباد میں جو خطبہ صدارت دیا اس میں کھل کر یہی تجویز پیش کی۔ علامہ اقبال کے خطبے کی اہمیت بہت زیادہ تھی کیونکہ پہلے یہ تجویز افراد پیش کرتے رہے تھے اور وہ بھی کسی جماعت کی طرف سے نہیں بلکہ نجی حیثیت میں۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ علیحدہ مسلم مملکت کا تصور آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پیش کیا گیا۔ خطبہ الٰہ آباد کی دوسری اہمیت یہ ہے کہ علامہ اقبال نے واضح طور پر بتایا کہ علیحدہ مسلم مملکت بنانے کا مقصد کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے خیالات کی نمایاں باتیں یہ تھیں:

ا۔ اسلام صرف چند اخلاقی اصولوں کا نام نہیں۔ اس کا ایک قانونی نظام بھی ہے، سیاسی نظام بھی اور معاشرتی نظام بھی۔ ان باتوں کو

Marfat.com

ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ برصغیر کے مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ ان کا دین ایک ہے، تہذیب ایک ہے، ادب ایک ہے، ماضی ایک ہے۔

۳۔ اسلام کو عمل میں لانے کے لیے، اس کی روشنی میں اچھا نظام قائم کرنے کے لیے اور مسلمانوں کی الگ ہستی برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے انھیں ایک الگ مملکت کی حیثیت دی جائے۔

۴۔ اس مملکت میں یہ علاقے شامل ہوں: پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان۔

۵۔ یہ مملکت برصغیر میں مستقل امن کی ضمانت دے گی کیونکہ مسلمان اپنے علاقوں میں پھل پھول سکیں گے اور ہندو اپنے علاقوں میں، دونوں جس قسم کا نظام چاہیں گے قائم کرلیں گے۔

۶۔ اگر ہندو، مطالبہ مان لیں تو مسلمان ان کے ساتھ مل کر انگریزوں

Marfat.com

سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد میں دل وجان سے شامل ہو جائیں گے۔

چودھری رحمت علی کی تحریکِ پاکستان:

علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کے دو سال ایک مہینہ بعد کیمبرج (برطانیہ) کے ایک مسلمان طالب علم چودھری رحمت علی اور ان کے چند ساتھیوں نے تحریک پاکستان کی بنیاد ڈالی۔ انھوں نے ۲۸ جنوری ۱۹۳۳ء کو "ابھی، ورنہ کبھی نہیں" کے عنوان سے ایک کتابچہ چھاپا جس میں یہ مطالبہ کیا کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ (افغان صوبہ)، کشمیر، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک مملکت بنائی جائے جس کا نام "پاکستان" ہو۔ یہ نام ان علاقوں کے ناموں سے یوں بنایا گیا:

پ : پنجاب

الف : افغان صوبہ

ک : کشمیر

Marfat.com

س : سندھ

تان : بلوچستان

''پاکستان'' کے حق میں دو دلیلیں پیش کی گئیں۔ ایک یہ کہ یہ خطہ کبھی بھی ہندوستان کا حصہ نہیں رہا۔ دوسری یہ کہ اس میں آباد مسلمان قوم اور ہندوستان کے دوسرے باشندوں میں کوئی بات ایسی نہیں جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہو۔

چودھری رحمت علی نے ان دلیلوں کی وضاحت اس طرح کی:

''ہندوستان کسی ایک ملک کا نام نہیں اور نہ اس میں کوئی ایک قوم آباد ہے۔ ہندوستان ایک ایسی مملکت کا نام ہے جسے تاریخ میں پہلی مرتبہ انگریزوں نے پیدا کیا۔ اس میں ایسی قومیں بھی شامل ہیں جو تاریخ میں کبھی ہندوستانی قوم کا حصہ نہیں تھیں بلکہ انھوں نے تاریخ کے آغاز سے انگریزی راج کے زمانے تک اپنی اپنی قومیت کو برقرار رکھا۔ انھی قوموں میں ہماری اپنی قوم بھی شامل ہے۔

Marfat.com

شمالی ہند کے پانچ صوبوں میں کل آبادی چار کروڑ ہے جن میں تین کروڑ مسلمان ہیں۔ ہم مسلمان باقی ہندوستان کی قوموں سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ ہمارا دین الگ ہے۔ ثقافت الگ ہے، تاریخ الگ ہے، روایت الگ ہے، معاشرتی ضابطہ الگ ہے، معاشی نظام الگ ہے، وراثت کے قانون الگ ہیں اور شادی بیاہ کے اصول الگ ہیں۔ جو اعلیٰ اصول کسی قوم کو بڑی سے بڑی قربانی دینے پر آمادہ کرتے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے الگ ہیں اور ہندوؤں کے الگ ہیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان محض اصولی اختلاف نہیں۔ ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں ہماری زندگی کی تفاصیل تک شامل ہیں۔ ہم اکٹھے روٹی نہیں کھاتے، ایک دوسرے سے شادی کے رشتے ناطے نہیں

Marfat.com

کرتے۔ ہمارے قومی رواج الگ ہیں۔ کیلنڈر الگ ہیں۔ بلکہ غذا اور لباس تک مختلف ہیں۔"

مسلمانوں کی سیاست کے دورُخ:

بیسویں صدی کی پہلی تہائی میں مسلمانوں کی سیاست کے دورُخ تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی۔ وہ مسلمانوں کو الگ قوم مانتی تھی لیکن الگ وطن کا مطالبہ نہیں کرتی تھی۔ اس کی رائے یہ تھی کہ اگر جداگانہ انتخاب کا اصول مان لیا جائے، مسلمانوں کو قانون ساز مجالس اور بلدیات میں آبادی کے مطابق نمائندگی دے دی جائے اور سرکاری ملازمتوں میں انھیں مناسب حصہ مل جائے تو ہندوستان میں دو قومیں ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو امن اور چین کی زندگی بسر کرسکتی ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی رائے بھی ابتدا میں یہی تھی۔

دوسری طرف مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصور بھی پنپ رہا تھا لیکن

Marfat.com

علامہ اقبال کے سوا کسی بڑے مسلمان رہنما نے اس کی کھلم کھلا حمایت نہیں کی تھی۔ یہ درست ہے کہ علامہ اقبال نے یہ تجویز مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پیش کی لیکن مسلم لیگ نے اس پر کسی رائے کا اظہار نہ کیا، چونکہ علامہ اقبال مسلم لیگ کے رہنما تھے اس لیے انھوں نے خطبہ الٰہ آباد میں الگ وطن کی تجویز پیش کرنے کے باوجود مسلم لیگ کے ان مطالبات کی حمایت فرمائی جن کا مطلب یہ تھا کہ اگر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا بندوبست ہو جائے تو وہ متحدہ ہندوستان میں رہنے کو تیار ہیں۔

Marfat.com

باب دوم

محمد علی جناحؒ ایک روشن خیال رہنما

جناب محمد علی جناحؒ ایک روشن خیال مسلمان رہنما تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان غیروں کے پنجے سے آزاد ہو اور اس میں بسنے والے اپنی قسمت کے آپ مالک بنیں۔ وہ جانتے تھے کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ ہندو اور مسلمان آپس میں ایسا سمجھوتہ کر سکتے ہیں جس کے بعد مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہو کہ آنے والے دور میں ملک کے نظام اور حکومت کے کاروبار میں اپنا مناسب مقام پا سکیں گے۔ وہ سمجھوتے کو اس لیے بھی ضروری سمجھتے تھے کہ اس کے بغیر انگریزی راج سے آزادی پانے کے لیے مشترکہ جدوجہد نہیں ہو سکتی تھی۔ انہی خیالات کی بنا پر وہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں محترم تھے۔ کانگریس کے اعتدال پسند بڑے رہنما انھیں دل سے پسند

Marfat.com

کرتے تھے چنانچہ کانگریس کے مشہور رہنما گوکھلے نے کہا کہ ''محمد علی جناحؒ ایک سچے آدمی ہیں۔ وہ ہر قسم کے فرقہ وارانہ تعصبات سے آزاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کے بہترین ایلچی ہیں۔''

اس صدی کے آغاز میں محمد علی جناحؒ کانگریس کے رُکن تھے۔ ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں بھی شامل ہوئے۔ گویا وہ دونوں جماعتوں کے رُکن تھے۔ یہ بات اب عجیب معلوم ہوتی ہے لیکن اس زمانے میں عجیب نہ تھی کیونکہ کئی مسلمان رہنما دونوں جماعتوں سے وابستہ تھے اور اس کوشش میں تھے کہ دونوں جماعتوں کے درمیان کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ اس کوشش میں محمد علی جناح پیش پیش تھے۔ یہ انہی کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۱۶ء میں کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان ''میثاق لکھنؤ'' ہوا جو ان دو جماعتوں کے درمیان پہلا اور آخری سمجھوتہ تھا۔ میثاقِ لکھنؤ اصل میں آئینی اصلاحات کا ایک نقشہ تھا جس پر ہندوؤں اور مسلمانوں نے اتفاق کیا۔ اس نقشے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ حکومت برطانیہ نے وعدہ کیا تھا کہ پہلی عالمی جنگ ختم ہو جائے گی تو ہندوستان کو نئی آئینی اصلاحات دی جائیں

Marfat.com

گی۔ یعنی ہندوستان کے لوگوں کو حکومت کے کام کاج اور اس کی پالیسی بنانے میں پہلے سے زیادہ حصہ دیا جائے گا چونکہ مسلم لیگ اور کانگریس میں اختلاف تھا۔ اس لیے خیال یہ تھا کہ انگریز اس اختلاف کی آڑ لے کر ہندوستان کے لوگوں کو حکومت میں اتنے اختیارات نہیں دیں گے جتنے لوگ چاہتے ہیں۔ میثاقِ لکھنؤ سے فائدہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی جھگڑا باقی نہ رہا اور اس طرح ان کا متحدہ محاذ بن گیا۔

میثاقِ لکھنؤ اور مسلمانوں کے حقوق:

انگریزوں نے تو مسلمانوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا اصول مان لیا تھا اور اسے ۱۹۰۹ء کی آئینی اصلاحات میں کسی قدر نافذ بھی کر دیا تھا، لیکن کانگریس اس کی مسلسل مخالفت کرتی رہی۔ میثاق لکھنؤ میں کانگرس نے مسلمانوں کا یہ حق مکمل طور پر مان لیا اور یہ ایک بڑی جیت تھی۔ اس سمجھوتے کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ جن صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم تھی۔ وہاں کی مجالس قانون ساز میں

Marfat.com

مسلمانوں کو پاسنگ (Weightage) مل گیا۔ یعنی آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی سے اتفاق کرلیا گیا تاکہ ان کی آواز سنی جاسکے۔ یہ فیصلہ بھی ہوا کہ مرکزی مجلس قانون ساز میں منتخب شدہ ارکان میں سے ایک تہائی مسلمان ہوں، حالانکہ سارے ہندوستان میں ان کی آبادی ایک چوتھائی کے قریب تھی۔ مسلمانوں کو ایک اندیشہ یہ تھا کہ ہندو اپنی اکثریت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی ایسا فیصلہ بھی کرسکتے ہیں جس سے ان کی حیثیت پر بُرا اثر پڑے، چنانچہ طے ہوا کہ ایسا فیصلہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس پر مسلمان ارکان کی تین چوتھائی اکثریت راضی ہو۔

میثاقِ لکھنؤ سے مسلمانوں کو جہاں کچھ فائدہ ہوا وہاں نقصان بھی ہوا۔ جب مسلمانوں کو ہندو اکثریتی صوبوں میں پاسنگ دیا گیا تو بنگال اور پنجاب کے مسلم اکثریتی صوبوں میں ہندوؤں کو بھی پاسنگ ملا۔ چونکہ ان صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت معمولی تھی۔ اس لیے وہ اقلیت میں بدل گئی اور اس طرح ہندوستان میں ایک صوبہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں مسلمان اکثریت میں ہوتے۔

Marfat.com

یہاں یہ بات یادر کھنے کے قابل ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کو اصلاحات کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان پر انگریزوں کی براہِ راست حکومت تھی اور سندھ الگ صوبہ نہیں تھا، بلکہ صوبہ بمبئی میں شامل تھا۔ بہر حال ''کچھ پایا کچھ کھویا'' کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمان مطمئن ہو گئے اور ہندو اور مسلمان دونوں سوچنے لگے کہ اب وہ مل کر انگریز سے حکومت خود اختیاری حاصل کر سکیں گے۔

ناکافی اصلاحات اور جبر و تشدد:

جناب محمد علی جناحؒ نے میثاق لکھنؤ کی صورت میں ہندو مسلم اتحاد کے لیے جو سازگار فضا پیدا کر دی تھی اس سے بہت دوررس نتائج نکلے۔ پہلی عالمی جنگ ختم ہوئی تو ہندوؤں اور مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ وہ اصلاحات نافذ کی جائیں جو میثاق لکھنؤ میں درج ہیں۔ انگریزوں نے یہ مطالبہ نہ مانا اور مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات نافذ کیں جو بہت ناکافی تھیں۔ کانگریس اور مسلم لیگ نے انھیں مسترد

Marfat.com

کر دیا۔ انگریزوں نے لوگوں کی بے چینی اور اضطراب دیکھ کر رولٹ ایکٹ کے نام سے ایک جابرانہ قانون نافذ کر دیا، جس کے تحت عدالتی کارروائی کے بغیر لوگوں کو جیل میں بند کیا جا سکتا تھا۔ اس کے خلاف دونوں جماعتوں نے زبردست احتجاج کیا اور ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو سارے ملک میں مکمل ہڑتال کر دی۔ پنجاب میں لوگ قابو سے باہر ہو گئے۔ لاہور اور امرتسر میں مارشل لاء نافذ ہو گیا اور انگریزوں نے جبر وتشدد کی انتہا کر دی۔ امرتسر میں جلیانوالہ باغ میں ایک جلسے پر انگریزوں نے اس شدت سے گولی چلائی کہ ۳۷۹ ہندو، مسلمان اور سکھ ہلاک اور تقریباً بارہ سو زخمی ہوئے۔ ادھر پہلی عالمی جنگ کے بعد ترکیہ کی خلافت عثمانیہ سے انگریزوں نے جو شرمناک سلوک کیا اس سے مسلمانوں میں بے چینی دو آتشہ ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۱۹ء میں امرتسر کے مقام پر انڈین نیشنل کانگریس، آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا خلافت کمیٹی، تینوں کے سالانہ اجلاس ہوئے۔ ان میں مانٹیگو چمسفورڈ اصلاحات کو مسترد کر دیا گیا۔ حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کیا گیا۔ ہندوؤں نے خلافتِ عثمانیہ کی بقا اور استحکام کے سلسلے میں مسلمانوں کے مطالبات

Marfat.com

کا ساتھ دیا۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے ممکن ہوا کہ جناب محمد علی جناحؒ کے ہاتھوں ہندو مسلم اتحاد وجود میں آ چکا تھا۔

تحریکِ خلافت:

۱۹۳۱ء میں کانگریس، مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی نے انگریزی حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی ایک عوامی تحریک کا آغاز کیا۔ اسے تحریک خلافت بھی کہتے ہیں اور تحریکِ عدم تعاون بھی۔ تحریک خلافت اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا بڑا مقصد یہ تھا کہ پہلی جنگ کی فاتح قومیں ترکیہ کی خلافتِ عثمانیہ کے خلاف سازشیں بند کر دیں۔ ترکیہ کے حصے بخرے نہ ہوں اور خلافت کا احترام بحال ہو۔ دوسرا بڑا مقصد یہ تھا کہ انگریزوں سے آزادی حاصل کی جائے اور برصغیر کے عوام حکومتِ خود اختیاری حاصل کر لیں۔ اسے تحریک عدم تعاون اس لیے کہتے تھے کہ انگریز سے عدم تعاون وہ حربہ تھا کہ جس کے ذریعے سے مطالبات منوانے کا ارادہ تھا۔ عدم تعاون کا مطلب ہے کسی قسم کا میل جول یا تعلق نہ رکھنا۔ چنانچہ اس کا پروگرام یہ تھا:

Marfat.com

۱۔ برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۲۔ جن لوگوں نے وفاداری کے صلے میں انگریزوں سے خطابات لے رکھے تھے وہ خطابات واپس کر دیں۔

۳۔ مرکزی اور صوبائی مجالسِ قانون ساز کے تمام ہندوستانی ارکان مستعفی ہو جائیں۔

۴۔ کسی قسم کے انتخابات میں حصہ نہ لیا جائے۔

۵۔ ٹیکس ادا نہ کیے جائیں۔

۶۔ فوج، پولیس اور سرکاری محکموں کے تمام ملازمین مستعفی ہو جائیں۔

۷۔ ایسے تمام اسکولوں، کالجوں اور دوسرے تعلیمی اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے جو حکومت سے گرانٹ لیتے ہیں یا جنھیں حکومت خود چلاتی ہے۔

۸۔ وکلا عدالتوں میں پریکٹس کرنا ترک کر دیں۔

Marfat.com

۹۔ جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں پر جو قانونی پابندیاں لگیں انھیں توڑا جائے۔

۱۰۔ جو لوگ گرفتار ہوں وہ عدالتوں میں اپنی کوئی صفائی پیش نہ کریں اور نہ مقدموں کی پیروی کریں۔

۱۱۔ انگریز تشدد کریں تو اس کا جواب تشدد سے نہ دیا جائے اور ہر قسم کا ظلم و ستم برداشت کیا جائے۔

جناب محمد علی جناحؒ کو مطالبات سے پورا اتفاق تھا۔ وہ جبر و تشدد کے خلاف احتجاج میں پیش پیش تھے لیکن انھیں عدم تعاون کے حربے اور قانون شکنی سے اتفاق نہیں تھا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس سے سراسر نقصان ہوگا اور مسلمانوں کو زیادہ نقصان ہوگا، کیونکہ سرکاری ملازمتوں میں ان کا تناسب پہلے ہی کم ہے اور ان کے تعلیمی ادارے بھی بہت تھوڑے ہیں۔ بہرحال تحریک چلی اور بڑے زور شور سے چلی۔ سیاسی قیدیوں سے جیلیں بھر گئیں اور نظم و نسق تلپٹ ہو گیا۔ جب تحریک عروج پر تھی تو تحریک کے رہنما گاندھی جی نے یہ بہانہ بنا کر اسے ختم کر دیا

Marfat.com

کہ چوری چورا کے مقام پر لوگوں نے تشدد سے کام لیا اور ایک تھانے کو آگ لگا کر پولیس کے عملے کو زندہ جلنے پر مجبور کر دیا۔ اس سے مسلمانوں میں مایوسی کی ایک لہر دوڑ گئی، کیونکہ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے ان میں اسی فیصد مسلمان تھے۔ مسلمانوں کے تعلیمی ادارے برباد ہو چکے تھے لیکن ہندوؤں کے ادارے محفوظ رہے۔ بے شمار مسلمان سرکاری ملازمتوں سے مستعفی ہو کر روٹی کو محتاج ہو چکے تھے۔ پس جناب محمد علی جناح نے جو کہا تھا وہ ٹھیک ثابت ہوا۔

شدھی، سنگھٹن اور ہندو راج:

جناب محمد علی جناحؒ کی کوششوں سے ۱۹۱۶ء میں جو ہندو مسلم اتحاد ہوا تھا چھ سات سال کے اندر اندر ٹوٹ گیا۔ ایک بار پھر پورے برصغیر میں ہندو مسلم فسادات کا بازار گرم ہو گیا جس کے نتیجے میں ہزارہا انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ان فسادات کی وجہ یہ تھی کہ ہندوؤں کے مشہور رہنما پنڈت مدن موہن مالویہ نے آل انڈیا ہندو مہا سبھا کی بنیاد ڈال دی، جس کا پروگرام یہ تھا:

Marfat.com

۱۔ سنگھٹن: سنگھٹن ہندی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے تنظیم، فیصلہ ہوا کہ نہ صرف ہندوؤں کی علیحدہ جماعت بنائی جائے بلکہ اس کی مدد کے لیے نیم فوجی دستے بھی بنائے جائیں۔

۲۔ ہندوستان پر حکومت کا حق صرف ہندوؤں کو حاصل ہے کیونکہ یہ ہندوؤں کا ملک ہے۔

۳۔ مسلمانوں کی شُدھی۔ شُدھی کا مطلب ہے پاک کرنا۔ فیصلہ ہوا کہ مسلمانوں کی شدھی کی جائے یعنی انھیں ہندو بنایا جائے۔

یہ محض تجاویز نہیں تھیں۔ ان پر بڑے زور و شور سے عمل کیا گیا۔ ہندوؤں نے نیم فوجی دستے بنا لیے اور دور دراز اور پسماندہ دیہات کے مسلمانوں کو ہندو بننے پر مجبور کیا۔ ظاہر ہے اس سے ہندو مسلم کشیدگی بڑھی اور برصغیر میں فسادات کی ایک لہر دوڑ گئی۔

چونکہ میثاق لکھنؤ ختم ہو چکا تھا اس لیے ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد بھی ختم ہو گئی۔ جناب محمد علی جناحؒ نے پھر بھی ہمت نہ ہاری اور کئی سال اس کوشش میں مصروف

Marfat.com

رہے کہ ایک نیا معاہدہ ہو جائے جس کے تحت دونوں قومیں مل کر آزادی کی جدوجہد میں حصہ لے سکیں۔ مسلم لیگ اور کانگریس میں کئی بار بات چیت ہوئی اور ہمیشہ ناکام رہی کیونکہ ہندو نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو ملک کی سیاسی زندگی میں کوئی اہم مقام حاصل ہو۔ وہ مسلمانوں کی الگ ہستی یا قومی تشخص کو ہندو قوم میں ضم کرنے کے درپے تھے۔ جب کانگریس نے مفاہمت سے بار بار گریز کیا تو جناب محمد علی جناحؒ کے سامنے اس کے سوا اور کوئی راستہ باقی نہ رہا کہ وہ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر منظم کر کے ان کے قومی مطالبات مرتب کریں اور ان کی منظوری کے لیے جدوجہد کریں۔

Marfat.com

باب سوم

جناح کے ۱۴ نکات

مارچ ۱۹۲۹ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی میں ہوا۔ وہاں لیگ کے صدر جناب محمد علی جناحؒ نے وہ قومی مطالبات پیش کیے جو تاریخ میں "جناح کے چودہ نکات" کے نام سے مشہور ہوئے۔ سارے مسلمان رہنماؤں نے ان مطالبات سے اتفاق کیا۔ مطالبات یہ تھے:

۱۔ فیڈرل یا وفاقی نظام حکومت قائم کیا جائے اور اس میں صوبوں کے اختیارات کا خاص خیال رکھا جائے۔

۲۔ تمام صوبوں کو اندرونی طور پر ایک دوسرے کے برابر خود مختاری حاصل ہو۔

۳۔ تمام قانون ساز مجالس میں اقلیتوں کو مناسب اور موثر نمائندگی دی

Marfat.com

جائے لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے کسی صوبے کی اکثریت نہ اقلیت میں بدلے نہ ان سے برابری میں۔ گویا اکثریت ہر حال میں باقی رہے۔

۴۔ مرکزی قانون ساز اسمبلی میں ایک تہائی ارکان مسلمان ہوں۔

۵۔ سب قوموں کو جداگانہ انتخاب کا حق دیا جائے اور ایسی گنجائش رکھی جائے کہ اگر کوئی قوم اسے چھوڑ کر مخلوط انتخاب چاہے تو حاصل کر سکے۔

۶۔ صوبوں کی حدود میں کوئی تبدیلی نہ ہو اس سے پنجاب، بنگال اور صوبہ سرحد کی مسلم اکثریت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔

۷۔ تمام قوموں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہو۔

۸۔ اگر کسی مجلس قانون ساز میں کوئی ایسا بل یا ایسی قرارداد پیش ہو جس سے کسی ایک قوم پر کوئی بُرا اثر پڑتا ہو تو اس کی منظوری کے لیے ضروری ہو کہ اس قوم کے ارکان کی تین چوتھائی اکثریت اتفاق کرے۔

Marfat.com

۹۔ سندھ کے علاقے کو صوبہ بمبئی سے الگ کر کے صوبے کی حیثیت دی جائے۔

۱۰۔ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کے برابر آئینی اصلاحات نافذ کی جائیں۔

۱۱۔ اسلامی ثقافت، تعلیم، مذہب، شخصی قوانین اور مسلمانوں کے مخیر حضرات کے اداروں کی حفاظت کے لیے آئین میں مناسب ضمانت دی جائے۔

۱۲۔ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو مناسب حصہ دیا جائے۔

۱۳۔ کوئی ایسی مرکزی یا صوبائی وزارت نہ بنائی جائے جس میں مسلمان وزیروں کی تعداد کم از کم ایک تہائی نہ ہو۔

۱۴۔ صوبوں کی رضامندی کے بغیر آئین میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

پاکستان کی طرف پہلا قدم:

ہم نے چودہ نکات کو ''پاکستان کی طرف پہلا قدم'' بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ان پر عمل ہو جاتا تو حالات کا نقشہ کچھ اس قسم کا ہوتا:

Marfat.com

اول: ہندوؤں کے چھ اکثریتی صوبوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے پانچ اکثریتی صوبے وجود میں آ جاتے۔ اس طرح دو قوموں میں ایک طرح کی برابری پیدا ہو جاتی۔

دوم: صوبوں کی اندرونی خود مختاری کی وجہ سے مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمان مرکز کی بے جا مداخلت سے محفوظ رہتے۔

سوم: مرکز کے اختیارات محدود ہو جاتے اور اسے جو اختیارات حاصل ہوتے ان کی بدولت وہ کل ہند سطح پر مسلمان قوم کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتا کیونکہ ایسی کارروائی کے لیے مسلمان ارکان کی تین چوتھائی اکثریت کی حمایت درکار ہوتی۔

چہارم: مرکزی حکومت اور ہندو اکثریتی صوبوں میں جو وزارتیں بنتیں ان کے ایک تہائی ارکان مسلمان ہوتے اور اس طرح وہ اپنے ہم مذہبوں کے حقوق کی حفاظت کر سکتے۔

پنجم: سب سے بڑھ کر یہ کہ دو قومی نظریے پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی۔

Marfat.com

اگر اس کے بعد بھی ہندو اکثریت کوئی دھاندلی کرتی تو ظاہر ہے کہ پانچ مسلم اکثریتی صوبے اتنے مضبوط ہوتے کہ آگے چل کر ہندو مسلمان کی فیڈریشن سے الگ ہو کر اپنی فیڈریشن بنالیتے۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے الٰہ آباد اجلاس میں علامہ اقبالؒ نے اپنے صدارتی خطبے میں جہاں قومی مطالبات سے اتفاق کیا وہاں یہ بھی کہہ دیا کہ مسلمان قوم کو اگر عزت کی زندگی بسر کرنی ہے اور اپنے سیاسی اور معاشی نظام کو عمل میں لانا ہے تو اس کی بہتر صورت یہی ہوگی کہ ان کے اکثریتی صوبے ایک الگ ملک بن جائیں۔

اب ایک طرف مسلمان چودہ نکات پر اڑ گئے کہ ان کی منظوری پر ان کے مستقبل کا دارومدار تھا۔ دوسری طرف ہندو شدت کے ساتھ مخالفت کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو کچھ دینا تو ایک طرف، ان سے جداگانہ انتخاب کا حق بھی چھین لیں۔ چونکہ برطانیہ نے وعدہ کر رکھا تھا کہ مانٹیگو چمسفورڈ آئینی اصلاحات کے دس سال بعد نئی اصلاحات کے نفاذ پر غور کیا جائے گا۔ اس لیے

Marfat.com

لندن میں دو تین بار برصغیر کے سیاسی رہنماؤں کو بلا کر مشورہ کیا گیا۔ مشورے کی ان تین مجالس کو گول میز کانفرنس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کانفرنسوں میں بہت سی سیاسی جماعتوں کے نمائندے شریک تھے۔ کوشش کی گئی کہ رہنما کسی متفقہ فیصلے پر پہنچ جائیں۔ اس کے لیے جناب محمد علی جناحؒ نے کوششوں کی انتہا کر دی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس زمانے میں موصوف کتنے مایوس ہوئے اس کا اندازہ ان کے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے:

> ''ان دنوں میں فخر اور غرور کے جذبات سے نا آشنا تھا۔ میں کانگریس سے بھیک مانگا کرتا تھا۔ میں نے مفاہمت کے لیے اتنی لگا تار کوشش کی کہ ایک اخبار نے لکھا کہ مسٹر جناح ہندو مسلم اتحاد کا راگ الاپتے تھکتے ہی نہیں لیکن مجھے گول میز کانفرنس میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا صدمہ پہنچا۔ ہندو جذبات، ہندو ذہن اور ہندو طرزِ عمل کے مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اتحاد کی

Marfat.com

کوئی امید نہیں۔ یہ حالات نہایت افسوسناک تھے۔ میں
مایوس ہو گیا۔ میری پریشانی کا یہ عالم تھا کہ میں نے لندن
ہی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا۔"

فرقہ وار فیصلہ:

گول میز کانفرنس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہو سکا تو حکومتِ برطانیہ نے خود ایک فرقہ وار فیصلے کا اعلان کر دیا۔ اسے تاریخ میں کمیونل ایوارڈ یا فرقہ وار فیصلہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی موٹی موٹی باتیں یہ تھیں:

۱۔ مسلمانوں کو جداگانہ انتخاب کا حق دے دیا گیا۔

۲۔ سندھ کو الگ صوبہ بنا دیا گیا۔

۳۔ صوبہ سرحد کو آئینی اصلاحات دینے کا فیصلہ کر لیا گیا۔

۴۔ ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو اور مسلم اکثریتی صوبوں میں

Marfat.com

ہندوؤں اور سکھوں کو اور بنگال میں یورپین اقلیت کو پاسنگ (Weightage) دے دیا گیا۔ یعنی آبادی کے تناسب سے زیادہ نمائندگی۔

۵۔ پنجاب میں مسلمانوں کو انچاس فیصد نمائندگی دی گئی لیکن زمینداروں اور مزدوروں کے خصوصی حلقوں سے چنے جانے والے مسلمان ارکان کی بدولت ایک معمولی سی اکثریت حاصل ہو سکتی تھی۔

۶۔ بنگال میں مسلمانوں کو آدھی سے کسی قدر کم نشستیں ملیں۔

مسلمانوں نے اس فیصلے کو پسند تو نہ کیا لیکن قبول کر لیا کیونکہ ان کی پوزیشن پہلے سے بہتر ہو سکتی تھی۔

۱۹۳۵ء کی آئینی اصلاحات:

۱۹۳۵ء میں حکومتِ برطانیہ نے برصغیر کو آئینی اصلاحات کی ایک اور قسط دی۔ اسے آئین حکومت ہند ۱۹۳۵ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان اصلاحات

Marfat.com

کی بدولت صوبوں میں ذمہ دار پارلیمانی نظام قائم ہو گیا۔ مطلب یہ کہ اکثریتی پارٹی کا لیڈر وزارت بناتا اور حکومت کا کام چلاتا تھا۔ وہ صوبائی اسمبلی کے سامنے جواب دہ تھا۔ جب وہ نصف سے زیادہ ارکان کا اعتماد کھو بیٹھتا تو اسے مستعفی ہونا پڑتا اور اس کی جگہ وہ رکن اسمبلی وزیراعلیٰ بنتا جسے نصف سے زیادہ ارکان کا اعتماد حاصل ہوتا تھا۔ صوبائی اسمبلیوں میں کوئی نامزد رکن باقی نہ رہا۔ سب کے سب ارکان عام لوگوں کے ووٹوں سے چنے جاتے تھے۔ اس طرح صوبائی اسمبلیاں عوام کی نمائندہ ہوتی تھیں۔ گورنروں کو بعض خصوصی اختیارات حاصل تھے مثلاً اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت، تھوڑے عرصے کے لیے آرڈیننسوں کا اجرا اور یہ بھی کہ اگر ذمہ دار پارلیمانی نظام نہ چل سکے تو آئین معطل کر کے سارے اختیارات خود سنبھال لیں۔

آئینی اصلاحات کے دو حصے تھے۔ ایک صوبائی خود مختاری کا نظام، دوسرا صوبوں کے وفاق (فیڈریشن) کا نظام۔ مسلم لیگ اور کانگریس نے پہلا حصہ قبول کر لیا لیکن دوسرا حصہ نامنظور کر دیا کیونکہ مرکز میں پورے اختیارات عوامی

Marfat.com

نمائندوں کو نہیں دیے گئے تھے۔ مسلم لیگ کو یہ اعتراض بھی تھا کہ فیڈرل نظامِ حکومت میں اگر دیسی ریاستیں شامل ہو گئیں تو مسلمانوں کی پوزیشن پہلے سے زیادہ کمزور ہو جائے گی۔

صوبوں میں ذمہ دار پارلیمانی نظام قائم کرنے کا فیصلہ ہوا تو مسلم لیگ اور کانگریس نے اور دوسری سیاسی جماعتوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اپنے ٹکٹ پر امیدوار کھڑے کریں گی۔ چنانچہ پارلیمانی بورڈ بن گئے اور انتخابی مہم شروع ہو گئی۔

Marfat.com

باب چہارم

۱۹۳۷ء کے انتخابات سے قرارداد پاکستان تک

مارچ ۱۹۳۷ء میں صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات ہوئے۔ مسلمانوں کی نشستوں کی کل تعداد چار سو اکیانوے تھی جن میں سے کانگریس صرف ۲۶ نشستیں جیت سکی اور وہ بھی زیادہ تر صوبہ سرحد میں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ کانگریس ہندوستان کے چھ سات فی صد مسلمانوں کی نمائندہ ہے مسلم لیگ ایک کمزور جماعت تھی لیکن اس کے باوجود اس نے ایک سو چھ نشستیں جیت لیں۔ باقی مسلم نشستیں ان صوبائی پارٹیوں کے ہاتھ آئیں جو کانگریس کی مخالف تو تھیں لیکن مسلم لیگ سے الگ تھیں۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں قائداعظم کی رہنمائی میں مسلم لیگ نے ایک انقلابی کروٹ لی۔ لکھنؤ میں اس کا سالانہ اجلاس ہوا تو پنجاب، بنگال اور آسام کے

Marfat.com

وزرائے اعلیٰ اپنے ساتھیوں سمیت مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ صوبائی اسمبلیوں کے چار سو اکیانوے مسلمان ارکان میں سے ۲۶ کانگریسی مسلمانوں کے سوا باقی تمام مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور آل انڈیا مسلم لیگ برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت بن گئی۔

کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان کھنچاؤ:

کانگریس نے چھ ہندو اکثریتی صوبوں اور ایک مسلم اکثریتی صوبے میں وزارتیں بنالیں جو دو سال دو مہینے تک اقتدار میں رہیں۔ اس دور میں کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں کے خلاف جو دھاندلیاں اور بے انصافیاں کیں ان سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہندو اور مسلمان اکٹھے نہیں رہ سکتے اور اگر مرکز میں ایک کمزور فیڈریشن بھی قائم ہوئی تو وہ بھی نہیں چل سکے گی۔

کانگریس اقتدار کے نشے میں چور تھی۔ اس نے سوچا کہ مسلم لیگ کو سیاست سے بالکل بے دخل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے یکے بعد دیگرے یہ قدم اٹھائے:

Marfat.com

اول: ہندو اکثریتی صوبوں میں کانگریس نے جو وزارتیں بنائیں ان میں وہ ایک آدھ مسلمان ممبر شامل کر لیا جو اس کے ٹکٹ پر کامیاب ہوا تھا۔ یہ مسلمان وزیر مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کرتے تھے کیونکہ مسلمانوں کی غالب اکثریت مسلم لیگ میں شامل تھی چونکہ یہ مسلمان وزیر کمزور تھے اس لیے وزارتیں مسلمانوں کے حقوق کو کچلتی رہیں۔

دوم: کانگریس کے رہنما پنڈت جواہر لال نہرو نے فیصلہ کیا کہ کانگریس مسلم لیگ کے ساتھ راہ و رسم نہیں رکھے گی بلکہ براہِ راست مسلمان عوام سے رابطہ پیدا کرے گی۔ چنانچہ ایک مسلم رابطہ کمیٹی بنائی گئی جس میں مسلم لیگ کے مخالفوں کو جمع کیا گیا۔ انھیں بے تحاشہ پیسہ دیا گیا تا کہ وہ مسلمانوں کو مسلم لیگ سے بدظن کر کے کانگریس کے پرچم تلے لائیں۔ یہ مہم بالکل ناکام رہی جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کانگریس نے ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلم نشستوں کے جتنے ضمنی انتخابات لڑے ان میں ایک کے سوا ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

Marfat.com

سوم: اس کے باوجود کانگریس نے ہوش کے ناخن نہ لیے۔ اس کے رہنما پنڈت جواہر لال نہرو نے اعلان کیا کہ اگر دوربین لگا کر بھی دیکھا جائے تو ہندوستان میں کوئی دوسری جماعت نظر نہیں آئے گی۔ ہندوستان میں صرف دو فریق ہیں۔ ایک کانگریس، دوسری حکومت۔ باقی سب کو ان میں سے کسی ایک کے پیچھے لگنا ہوگا۔ گویا کانگریس نے مسلمانوں کا علیحدہ وجود ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے اقتدار سے فائدہ اٹھا کر ان پر دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ وہ کانگریس میں شامل ہو جائیں۔ قائداعظم نے اعلان کیا کہ ہندوستان میں دو نہیں تین فریق ہیں۔ کانگریس، حکومت اور مسلم لیگ، نیز مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے۔

کانگریسی وزارتوں کے مظالم:

کانگریس اقتدار کے نشے میں اتنی اندھی ہوگئی کہ اپنے زیر اقتدار صوبوں میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیے اور ان کے جذبات کا کوئی

Marfat.com

خیال نہ کیا۔ اس سلسلے میں چند مثالیں یہ ہیں:

۱۔ ''بندے ماترم'' کے گیت کو قومی ترانہ بنالیا گیا۔ یہ گیت ایک بنگالی ناول کا حصہ تھا جو ''آنند مٹھ'' کے نام سے ۱۸۸۲ء میں بنکم چندر چیٹر جی نے لکھا تھا۔ اس ناول میں مسلمانوں کو غاصب اور غیر ملکی قرار دیا گیا تھا اور ان کے خلاف جنگ کو ہندوؤں کا مقدس فریضہ بتایا گیا تھا۔ بندے ماترم ایک خالص ہندووانہ گیت تھا۔ اس میں ہندو دیوی دیوتاؤں کا بھی ذکر تھا۔ کانگریس نے فیصلہ کیا کہ تمام اسکولوں میں ہر صبح شام طلباء کو جمع کیا جائے اور سب مل کر یہ ترانہ گائیں۔ مسلمانوں نے بڑا احتجاج کیا کہ ہمارا مذہب ایسا گیت اپنانے کی اجازت نہیں دیتا لیکن کانگریس نے کوئی پرواہ نہ کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو مسلم کشیدگی بڑھ گئی۔

۲۔ کانگریس نے اپنے صوبوں میں تعلیمی نظام بھی بدل دیا۔ اردو کی جگہ ''ہندوستانی زبان'' کو دی گئی جو اصل میں ہندی زبان تھی اور اس میں سنسکرت کے الفاظ کی بھرمار تھی۔ کانگریس نے اسکولوں کے مسلمان طلباء

Marfat.com

کو مجبور کیا کہ وہ یہی زبان سیکھیں۔ اس کے علاوہ ''ودیا مندر اسکیم'' کے نام سے ایک تعلیمی نظام جاری کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان طلباء کو ہندو قومیت کا درس دیا جائے۔

۳۔ تمام بڑے اور بااختیار عہدوں پر ہندو افسر مقرر کر دیے گئے۔ مسلمانوں کو دبانے کے لیے ہندو مسلم فسادات کرائے گئے۔ ہندو پولیس کھلم کھلا ہندو غنڈوں کی سرپرستی کرتی تھی۔ ہزارہا مسلمانوں کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جن دیہات میں صرف مسلمان رہتے تھے ان پر اجتماعی جرمانے عائد کیے گئے۔

۴۔ جب ظلم کی انتہا ہو گئی تو قائداعظم نے مسلم لیگ کے ایک رہنما راجہ محمد مہدی آف پیرپور کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی اور اس کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف دھاندلیوں کی تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ یہ رپورٹ ''پیرپور رپورٹ'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس میں علاوہ دوسری باتوں کے یہ انکشافات بھی کیے گئے کہ صوبہ

Marfat.com

سی پی کے مسلم اسکولوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ گاندھی جی کی تصویر کی پوجا کا بندوبست کریں۔ مختلف صوبوں میں جو درسی کتابیں رائج کی گئیں ان میں ایسے سبق شامل تھے جن میں ہندو مذہب، ہندو فلسفہ اور مسلمان دشمن ہندو رہنماؤں کی تعریف کی گئی تھی۔

قائداعظم کی رہنمائی میں مسلمانوں نے بڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ ان مظالم کا مقابلہ کیا۔ انھوں نے محسوس کر لیا کہ اگر محض صوبوں میں اقتدار حاصل کر کے ہندو مسلمانوں سے ایسا وحشیانہ سلوک کر سکتے ہیں تو جب انھیں سارے ہندوستان کی حکومت میں اقتدار حاصل ہوگا تو ظاہر ہے وہ مسلمانوں کو بالکل ختم کر دیں گے۔ مسلمانوں میں ہندوؤں کے خلاف بیزاری اتنی بڑھ گئی کہ جب کانگریسی وزارتوں نے دوسری عالمی جنگ میں انگریزوں سے تعاون نہ کرنے کی پالیسی پر چلتے ہوئے استعفٰی داخل کر دیئے تو قائداعظم کی اپیل پر مسلمانوں نے سارے ہندوستان میں یوم نجات منایا۔

Marfat.com

قائداعظم کے نام اقبال کے خطوط:

ہم پہلے باب میں بتا چکے ہیں کہ برصغیر کے بعض مسلمان رہنماؤں کی رائے یہی تھی کہ مسلمانوں کا مستقبل صرف اسی صورت میں محفوظ ہوسکتا ہے کہ جہاں جہاں وہ اکثریت میں ہیں ان علاقوں کو یک جا کر کے ان کی ایک الگ مملکت قائم کردی جائے۔ اس سلسلے میں ہم نے خصوصیت سے علامہ اقبال اور چودھری رحمت علی کا تذکرہ کیا۔ ۱۹۳۷ء میں جب مسلم لیگ میں قائداعظم نے نئی جان ڈالی تو علامہ اقبال نے ان کے نام خطوط میں اس رائے کا اظہار کیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے لیے جدوجہد کرے۔ ان خطوط میں انھوں نے لکھا:

> ''اسلامی قانون کے طویل مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اس نظام کو ٹھیک طور پر سمجھا اور نافذ کیا جائے تو ہر شخص کے لیے کم از کم روٹی کپڑے کا حق محفوظ ہوسکتا ہے لیکن اس قانون کو نافذ کرنے کے لیے واحد

Marfat.com

صورت یہ ہے کہ یہاں ایک آزاد اسلامی مملکت یا آزاد اسلامی مملکتیں وجود میں آجائیں۔" (۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

"آخر شمال مغربی ہند اور بنگال کے مسلمانوں کو کیوں نہ ایسی قوم قرار دیا جائے جو ہندوستان کے اندر اور باہر کی قوموں کی طرح حق خود ارادیت کی مستحق ہو۔"

(۲۱ جون ۱۹۳۷ء)

مسلم طلبہ پاکستان کے حق میں:

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے اپنا نصب العین یہ قرار دیا کہ شمال ہند میں ایک ایسی مسلم نیشنل اسٹیٹ قائم کی جائے جس میں پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان اور کشمیر شامل ہوں۔ یہی نہیں اس جماعت نے سرحد اور سندھ اور کشمیر میں اپنی شاخیں قائم کر کے ان کا الحاق قبول کرلیا۔ قائداعظم کے نام اس کتاب کے مصنف نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے ایک خط لکھا جس میں "پاکستان" کے بارے میں ان کی

Marfat.com

رائے پوچھی۔انھوں نے جواب میں لکھا کہ ابھی مسلمانوں کو منظم ہونا ہے، سیاسی زبان سیکھنی ہے اور صبر سے کام بھی سیکھنا ہے۔جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ تجویز ان کے ذہن میں بھی موجود تھی۔صرف مناسب موقعہ کے انتظار میں تھے۔ان دنوں لاہور میں انٹر کالجیئٹ مسلم برادرہڈ کے نام سے بھی ایک جماعت موجود تھی۔اس نے بھی ایک قرارداد میں مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کی الگ مملکت قائم کی جائے۔ چودھری رحمت علی کے ساتھیوں نے مجلس کبیر پاکستان کے نام سے ایک جماعت قائم کر رکھی تھی جس کی کچھ شاخیں بھی موجود تھیں۔اس مجلس نے پاکستان کے حق میں اخباروں اور رسالوں میں بہت سے مضامین چھپوائے۔ جب کانگریسی وزارتوں نے ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کیے تو پاکستان کا تصور اور بھی زیادہ پسند کیا جانے لگا۔

قائداعظم اور پاکستان:

اکتوبر ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کھلم کھلا پاکستان کے حامی بن گئے۔اس مہینے سندھ صوبہ مسلم لیگ کی سالانہ کانفرنس کراچی میں ہوئی جس کی صدارت

Marfat.com

قائداعظم نے فرمائی۔ انھوں نے اپنے خطبہ صدارت کے دوران پہلی مرتبہ مسلمانوں کے لیے حق خوداردیت کا مطالبہ کیا۔ حق خوداردیت ایک سیاسی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قوم کو حق حاصل ہے کہ جس خطے میں وہ آباد ہے اس میں اپنی قسمت کی مالک خود بنے۔ اس کانفرنس میں قائداعظم کی صدارت اور رہنمائی میں ایک قرارداد منظور ہوئی جس میں بتایا گیا کہ اگر ہندوستان جیسے وسیع ملک میں پائیدار امن قائم کرنا ہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ یہاں کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کو سیاسی حق خوداردیت دیا جائے اور ہندوستان میں دو فیڈریشنیں قائم کی جائیں۔ ایک مسلمان صوبوں کی اور ایک ہندو صوبوں کی۔ کانفرنس نے آل انڈیا مسلم لیگ سے سفارش کی کہ وہ ایک ایسا منصوبہ تیار کرے جس سے مسلم اکثریتی صوبے، مسلمانوں کی دیسی ریاستوں اور دوسرے اکثریتی علاقوں کی ایک آزاد فیڈریشن قائم ہو سکے اور جس میں غیر مسلم اقلیتوں کو مناسب حقوق دیے جائیں۔

Marfat.com

مسلمان اقلیت نہیں، قوم ہیں:

قائد اعظم پوری ہندو قوم اور برطانوی حکومت کے سامنے ڈٹ گئے کہ مسلمان ایک اقلیت نہیں بلکہ ایک قوم ہیں۔ انھوں نے ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو مرکزی قانون ساز اسمبلی میں ہندوؤں اور انگریزوں سے خطاب کرتے ہوئے بڑی گھن گرج کے ساتھ اعلان کیا کہ:

"تمہاری تعداد سب سے زیادہ ہوا کرے۔ تم ترقی یافتہ سہی، تمہاری معاشی حالت مضبوط سہی اور تم سمجھا کرو کہ سروں کی گنتی ہی آخری فیصلہ ہے لیکن میں تمھیں بتائے دیتا ہوں۔ تم دونوں کو کہ تم تنہا یا دونوں مل کر بھی ہماری روح کو فنا کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ تم اس تہذیب کو کبھی مٹا نہ سکو گے، اس اسلامی تہذیب کو، جو ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ ہمارا نور ایمان زندہ ہے۔ ہمیشہ زندہ رہا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بے شک تم ہم

Marfat.com

پر ظلم دستم کرو۔ ہمارے ساتھ بدترین سلوک روا رکھو لیکن ہم ایک نتیجے پر پہنچ چکے ہیں اور ہم نے یہ سنگین فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر مرنا ہی ہے تو لڑتے لڑتے مریں گے۔"

۶ مارچ ۱۹۴۰ء کو مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"انھوں نے سمجھا کہ مسلمان محض ایک اقلیت ہیں جن پر ہندو اکثریت کو حکومت کرنی چاہیے لیکن مسلمان کسی اعتبار سے بھی یورپی ملکوں کی اقلیتوں کی طرح اقلیت نہیں ہیں۔ ایک چیز قطعی ہے اور وہ یہ کہ ہم کسی طرح اقلیت نہیں ہیں۔ ہم ایک علیحدہ اور ممتاز قوم ہیں اور ہمارا ایک نصب العین ہے۔ ہم کوئی ایسا نظام حکومت قبول نہیں کر سکتے جس کی رو سے ایک ہندو اکثریت محض تعداد کی بنا پر ہم مسلمانوں پر حکومت کرے اور ہمیں اپنا فرماں بردار سمجھے۔"

Marfat.com

لاہور سیشن میں قائداعظم کا خطبہ صدارت:

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا وہ تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے قرار دادِ پاکستان منظور ہوئی۔ اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ ہندو قوم اور مسلمان قوم کے بنیادی اختلافات کو محض وہم و گمان بتانا ہندوستان کی تاریخ کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ ایک ہزار سال تک ایک ہی خطے میں آباد رہنے کے باوجود ان کے اختلافات اسی پرانی شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ اس لیے یہ سمجھنا سراسر غلطی ہے کہ اگر اس ملک پر ایک آئین ٹھونس دیا گیا تو ہندو اور مسلمان ایک قوم بن جائیں گے۔ جو کام انگریزوں کی ڈیڑھ سو سالہ حکومت نہ کر سکی وہ اب کیسے ہو سکے گا؟ ہندوستان کا مسئلہ دو فرقوں کا مسئلہ نہیں، دو قوموں کا مسئلہ ہے۔ جب تک اسے بین الاقوامی مسئلے کے طور پر حل نہیں کیا جائے گا حل نہیں ہوگا۔ انھوں نے کہا:

"اگر برطانوی حکومت اس بارے میں واقعی مخلص ہے
کہ برصغیر کے عوام کو امن بھی حاصل ہو اور خوشی بھی، تو

Marfat.com

اس کے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ہندوستان کو خود مختار قومی مملکتوں میں تقسیم کردے اور اس طرح بڑی قوموں کو اپنے اپنے قومی وطن بنانے دے۔"

"ہندو اور مسلمان دو مختلف مذہبی فلسفوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے معاشرتی رواج الگ الگ ہیں۔ ان کا ادب الگ الگ ہے۔ یہ ایک دوسرے کے ساتھ شادی بیاہ کے ناطے نہیں کرتے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ سچ پوچھو تو یہ دو مختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور تہذیبیں بھی ایسی کہ سوچ کا انداز ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ زندگی کے بارے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تصورات الگ الگ ہیں۔ پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ روشنی حاصل کرتے ہیں تو تاریخ کے دو مختلف سرچشموں سے۔ ان کی رزمیہ

Marfat.com

داستانیں الگ ہیں۔ ہیرو الگ ہیں۔ قابلِ فخر تاریخی کارنامے الگ ہیں۔ اکثر اوقات جسے ایک قوم ہیرو مانتی ہے اسی کو دوسری قوم دشمن جانتی ہے۔ جسے ایک قوم جیت مانتی ہے اسے دوسری قوم اپنی ہار سمجھتی ہے۔ پس ان کی تاریخیں الگ ہیں اگر ایسی دو قوموں کو جبراً ایک مملکت میں رکھا گیا، جہاں ایک قوم مستقل اقلیت میں ہو اور دوسری مستقل اکثریت میں، تو اس سے اضطراب بڑھے گا۔ بے چینی بڑھے گی، اور آخر کار وہ نظامِ حکومت پاش پاش ہو جائے گا جو ان دونوں کو یکجا رکھنا چاہے گا۔ قوم کی کوئی بھی تعریف کیجیے، اس کے مطابق مسلمان ایک الگ قوم ہیں۔ اس لیے انھیں حق حاصل ہے کہ اپنا الگ قومی وطن بنائیں، اپنے علاقے الگ کریں، اپنی الگ مملکت بنائیں۔"

Marfat.com

قراردادِ پاکستان:

آل انڈیا مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں وہ تاریخی قرارداد منظور ہوئی جسے قراردادِ لاہور یا قراردادِ پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس نے مسلمانوں کی سوچ کا انداز بدل ڈالا۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک ایسی آزاد مملکت حاصل کریں گے جس میں انھیں اکثریت حاصل ہوگی اور جس میں وہ اپنی قسمت کے مالک آپ ہوں گے۔ اس قرارداد کے مقاصد سادہ زبان میں یہ ہیں:

اول: مسلمان اس تجویز کو مکمل طور پر رد کرتے ہیں کہ ہندوستان کے تمام صوبوں کی ایک فیڈریشن بنائی جائے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ تجویز بالکل ناقابل عمل ہے۔

دوم: مسلمان اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک پرانے آئینی منصوبے پر نئے سرے سے غور نہیں ہوگا اور اب مسلمان صرف ایسا منصوبہ قبول کریں گے جو ان کی مرضی کے مطابق ہوگا۔

سوم: آل انڈیا مسلم لیگ کے نزدیک مسلمانوں کا اطمینان صرف اسی صورت

Marfat.com

میں ہوگا کہ ایک ایسا آئینی خاکہ نافذ کیا جائے کہ ہندوستان کے شمال مشرق میں جو مسلم اکثریتی صوبے جغرافیائی اعتبار سے ایک دوسرے سے متصل ہیں انھیں اس طرح یک جا کیا جائے کہ شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں کو ایسی آزاد مملکتیں بنا دیا جائے جن میں شامل صوبے خود مختار اور آزاد ہوں۔

چہارم: مسلم علاقوں اور غیر مسلم ہندوستان میں جو غیر مسلم اور مسلم اقلیتیں رہ جائیں انھیں آئین کی رُو سے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی اور انتظامی حقوق حاصل ہوں تا کہ وہ ایک محفوظ اور آبرومندانہ زندگی بسر کرسکیں۔

پنجم: مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ مندرجہ بالا اصول کے مطابق ایک ایسا آئینی منصوبہ تیار کرے جس کی رو سے آخر کار مسلم اکثریتی علاقے دفاع، امور خارجہ، مواصلات، کسٹم اور دوسرے تمام اختیارات سنبھال لیں۔

مختصر طور پر قرارداد کا مطلب یہ تھا کہ اب مسلمانوں نے اپنی وہ سوچ ہمیشہ

Marfat.com

کے لیے ترک کر دی ہے کہ وہ متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں کے پہلو بہ پہلو عزت کی زندگی گزار سکتے ہیں اور اب وہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہندو قوم کے غلبے سے آزاد ایک یا دو مسلم اکثریتی مملکتیں بنا کر اپنی تقدیر کے خود مالک بنیں۔ سوچ میں یہ انقلابی تبدیلی قائداعظم کی اعلیٰ سیاسی رہنمائی کا نتیجہ تھی۔ اب مسلمان زیادہ منظم انداز میں قائداعظم کے پیچھے چلنے لگے اور آخر کار اپنا نصب العین حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن اس سات سال کے عرصے میں انھیں ایک بہت بڑی آئینی جنگ لڑنی پڑی۔ انگریز کے خلاف ہندو کے خلاف اور خود مسلمانوں کے ایسے گروہوں کے خلاف جو مسلم لیگ کے ساتھ نہیں تھے۔ قائداعظم نے اپنی سیاسی فراست اور مسلمان عوام کے بے مثال جوش و خروش کی بدولت یہ جنگ جیت لی۔

Marfat.com

باب پنجم

پاکستان کے لیے آئینی جنگ

قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہے۔ کانگریس کے رہنما اور ہندو اخبار سبھی چلا اٹھے۔ کسی نے کوئی الزام لگایا کسی نے کوئی۔ اس پر قائداعظم نے ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو ایک تقریر میں کہا:

"گاندھی جی کہتے ہیں کہ ہندوستان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا رہا ہے۔ راج گوپال اچاریہ کہتے ہیں کہ بچے کے دو ٹکڑے کیے جا رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں قدرت نے پہلے ہی ہندوستان کو تقسیم کر رکھا ہے۔ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی سے موجود ہیں۔ نہ معلوم اس پر اتنا واویلا کیوں کیا جا رہا

Marfat.com

ہے؟ وہ ملک ہے کہاں جس کے ٹکڑے کیے جائیں گے؟
اور وہ قوم ہے کہاں جس کی قومیت فنا ہونے کو ہے؟ وہ
طاقت جس کے قبضے میں آج ہندوستان ہے وہ
انگریزوں کی طاقت ہے اور یہ ایک خیال جو دماغوں میں
بیٹھ گیا ہے کہ ہندوستان ایک متحدہ ملک ہے اور اس کی
ایک حکومت ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ انگریز اس
سارے ملک پر حکمران ہیں۔"

قائداعظم کی یہ بات کوئی لایعنی بات نہیں تھی۔ محض ایک نعرہ نہیں تھا بلکہ یہ ایک جغرافیائی اور تاریخی حقیقت تھی۔ جب انھوں نے کہا کہ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی سے موجود ہیں تو اس کا مطلب یہ تھا کہ شمال مغربی ہند میں پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان اور کشمیر ایک دوسرے سے متصل ہیں اور ان سب میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور شمال مشرقی ہند میں بنگال اور آسام کے صوبے موجود ہیں جن میں مجموعی طور پر مسلمان اکثریت میں

Marfat.com

ہیں۔ گویا مسلم مملکتیں عملی طور پر موجود ہیں۔ صرف ان کا الگ سیاسی وجود تسلیم کرنا ہے۔ جب انھوں نے یہ کہا کہ متحدہ ہندوستان موجود ہے تو صرف انگریز کی بدولت۔ تو یہ بات بھی ایک تاریخی حقیقت تھی کیونکہ ہندوستان کبھی ایک ملک نہیں رہا تھا۔ یہ ایک ملک بنا تو غیر ملکی حملہ آوروں کی بدولت۔ مسلمانوں کا اقتدار آیا تو ہندوستان متحد ہوا۔ ہندوستان کو اس کا نام بھی مسلمانوں ہی نے دیا۔ مسلمانوں کے اقتدار کو زوال ہوا تو ہندوستان بہت سی آزاد اور خودمختار مملکتوں میں بٹ گیا۔ انگریز غالب آئے تو انھوں نے اپنی ضرورت کے لیے ہندوستان کو متحد کیا بلکہ اس میں برما اور لنکا کو بھی شامل کر لیا پھر خود ہی انھیں الگ کیا۔ ظاہر ہے جب انگریزی راج ختم ہو گا تو مسلم مملکتیں بھی الگ ہو جائیں گی۔

کرپس تجاویز:

پاکستان کی مخالفت انگریز بھی کرتے تھے اور ہندو بھی لیکن جب انگریزوں نے دیکھا کہ برصغیر کے مسلمان قائداعظم کی رہنمائی میں ایک ایسی

Marfat.com

قوت بن چکے ہیں جنھیں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تو ان کے طرزِ عمل میں بھی فرق آ گیا اور وہ محسوس کرنے لگے کہ پاکستان کا قیام کوئی ناممکن چیز نہیں ہے اس کا ثبوت وہ تجاویز ہیں جو برطانیہ کے نمائندے سر اسٹیفورڈ کرپس نے مارچ ۱۹۴۲ء میں ہندوستان آ کر پیش کیں لیکن انھیں سمجھنے کے لیے تھوڑا سا پس منظر جاننا ضروری ہے۔

اس زمانے میں دوسری عالمی جنگ میں جاپان شامل ہو چکا تھا۔ اس نے آناً فاناً ہند چینی، ملایا، سنگاپور اور برما پر قبضہ کر لیا اور اس کا جنگی بیڑہ ہندوستان کے ساحل پر گولہ باری کرنے لگا۔ یہ خطرہ تھا کہ جاپانی فوجیں ہندوستان پر حملہ کر دیں گی۔ ایسے میں انگریزوں نے محسوس کیا کہ اگر ہندوستان کو جاپانی حملے سے بچانا ہے تو ہندوستان کے لوگوں کا تعاون حاصل کرنا ہو گا۔ چنانچہ سر اسٹیفورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا گیا تا کہ وہ مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے مل کر تعاون کی کوئی راہ نکالیں۔ کانگریس کہتی تھی کہ پہلے سارے اختیارات ہمارے حوالے کرو، پھر تعاون کریں گے۔ مسلم لیگ کہتی تھی پہلے پاکستان کا

Marfat.com

اصول مانو، پھر تعاون کریں گے۔اس پر کرپس نے یہ تجاویز پیش کیں:

۱۔ جونہی جنگ بند ہو گی، تمام صوبوں میں عام انتخابات کرائے جائیں گے۔

۲۔ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان فرقہ وار تناسب کے مطابق ایک آئین ساز اسمبلی چنیں گے۔

۳۔ یہ اسمبلی جو آئین بنائے گی وہ برطانوی حکومت کو قبول ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر بعض صوبے اس اسمبلی سے باہر رہنا چاہیں تو انھیں اجازت ہو گی کہ اپنی الگ آئین ساز اسمبلی بنالیں جو ایک الگ آئین تیار کر لے۔

۴۔ جب تک جنگ جاری ہے اور جب تک کوئی آئین تیار نہیں ہوتا، مرکز میں ایک ایسی عارضی حکومت قائم کی جائے گی جس میں تمام بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندہ رہنما شامل ہوں گے۔ دفاع کی ذمہ داری تو بدستور انگریزوں پر رہے گی، لیکن باقی پورٹ فولیو ہندوستان کے سپرد کر دیے جائیں گے۔اس شرط پر کہ وہ جنگی کوششوں میں پورا تعاون کریں۔

کانگریس نے یہ تجاویز رد کر دیں۔ اس لیے کہ ایک تو سارے اختیارات

Marfat.com

فوراً نہیں مل رہے تھے۔ دوسرے اس کا اصرار تھا کہ صرف ایک آئین ساز اسمبلی بنے تا کہ پاکستان کے لیے کوئی گنجائش پیدا نہ ہو۔ مسلم لیگ نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ ایک سے زیادہ آئین ساز اسمبلیاں بنانے کی گنجائش رکھی گئی تھی لیکن اس نے اس بنا پر تجاویز کو رد کر دیا کہ واضح طور پر اور دوٹوک انداز میں دو اسمبلیاں بنانے کا وعدہ نہیں کیا گیا۔ اس پر کانگریس نے ۸/اگست ۱۹۴۲ء کو ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی زبردست تحریک شروع کر دی اور سارے ہندوستان میں توڑ پھوڑ کا بازار گرم کر دیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انگریز کو بلیک میل کر کے فوراً سارے اختیارات حاصل کر لیے جائیں اور اس طرح پاکستان کی تحریک کو ختم کر دیا جائے۔ اس پر قائداعظم نے بجا طور پر کہا کہ ''ہندوستان چھوڑ دو'' کی تحریک حقیقت میں مسلمانوں کے سینے پر پستول رکھنے کے برابر ہے۔ انگریزوں نے تھوڑے سے عرصے میں بغاوت پر قابو پا لیا اور اس طرح سیاسی زندگی میں ایک سناٹا طاری ہو گیا۔ بہر حال اس دوران میں تحریک پاکستان زور و شور سے جاری رہی۔

Marfat.com

گاندھی جناح بات چیت:

مئی ۱۹۴۴ء میں حکومت نے کانگریسی رہنما گاندھی جی کو خرابی صحت کی بنا پر جیل سے رہا کر دیا۔ اس دوران کانگریس کے اعتدال پسند رہنما جناب راج گوپال اچاریہ نے یہ تحریک شروع کر رکھی تھی کہ مسلم لیگ اور کانگریس کے درمیان بات چیت ہوتا کہ کوئی مفاہمت ہو سکے۔ گاندھی جی رہا ہوئے تو راج گوپال اچاریہ نے ان کے اور قائداعظم کے درمیان خط و کتابت اور بات چیت کا سلسلہ شروع کرایا جو کئی دنوں تک جاری رہا لیکن اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ کیونکہ اختلافات بنیادی تھے اور سوچ کا انداز اتنا مختلف تھا کہ کوئی درمیانی راستہ نکل ہی نہیں سکتا تھا۔ گاندھی جی کے نزدیک ہندوستان کی تقسیم ناممکن تھی۔ قائداعظم کے نزدیک تقسیم ناگزیر اور اٹل تھی۔ گاندھی چاہتے تھے کہ مسلمان کانگریس میں شامل ہو جائیں اور جب انگریز چلے جائیں تو پھر ہندو اور مسلمان اپنے اختلافات نمٹا لیں۔ قائداعظم چاہتے تھے کہ آزادی سے پہلے اختلافات نمٹا لیے جائیں اور گاندھی جی پاکستان کا اصول مان لیں۔ ظاہر ہے ایسے حالات میں سمجھوتہ ہوتا تو کیسے؟

Marfat.com

عالمی جنگ کے بعد شملہ کانفرنس:

مئی ۱۹۴۵ء میں عالمی جنگ ختم ہوگئی۔ برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کی جیت ہوئی لیکن برطانیہ جنگ کی تھکن سے چور تھا اور ہندوستان میں یہ کیفیت تھی کہ ایک طرف ہندوستان کی بحریہ نے بغاوت کا پرچم بلند کر دیا تھا۔ دوسری طرف کانگریس اختیارات سنبھالنے کے لیے بے چین تھی۔ تیسری طرف مسلمان عوام پاکستان بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ چوتھی طرف ہندو مسلم کشیدگی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اور اس کا اثر فوج میں بھی داخل ہو چکا تھا۔ ایسے میں برطانیہ نے محسوس کیا کہ اب اس کا اقتدار زیادہ دیر باقی نہیں رہ سکتا۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ کوئی ایسی ترکیب سوچی جائے جس سے بغیر خون خرابے کے اقتدار ہندوستان کے لوگوں کو منتقل کیا جاسکے۔

لیکن یہ سب کچھ کیسے ہو؟ اس پر غور کرنے کے لیے ہندوستان کے وائسرائے لارڈ ویول نے شملے میں ہندوستان کی مختلف سیاسی جماعتوں کے بائیس رہنماؤں کی ایک کانفرنس بلائی، جسے شملہ کانفرنس کے نام سے یاد کیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ لارڈ ویول نے کہا کہ کرپس تجاویز آپ کے سامنے ہیں چاہیں تو انھیں قبول کرلیں اور چاہیں تو کسی اور فارمولے پر اتفاق کرلیں لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا میری تجویز یہ ہے کہ مرکزی حکومت کی ایگزیکٹو کونسل توڑ کر اسے اس طرح دوبارہ بنایا جائے کہ اس میں آدھے نمائندے مسلمانوں کے ہوں اور آدھے ہندوؤں کے۔ ایک نمائندہ اقلیتوں کا بھی لے لیا جائے۔

وائسرائے نے کانگریس اور مسلم لیگ سے کہا کہ وہ اپنے اپنے نمائندوں کے ناموں کی ایک فہرست پیش کریں، جن میں سے وہ چار ہندو اور چار مسلمان چن لیں گے۔ کانگریس نے جو فہرست پیش کی اس میں دو مسلمان بھی شامل تھے۔ اس طرح اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسلمانوں کے کم از کم ایک طبقے کی ضرور نمائندگی کرتی ہے۔ قائداعظم نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور کہا کہ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو حاصل ہے کیونکہ وہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے۔ قائداعظم کا احتجاج اس لیے بھی درست تھا کہ لارڈ ویول نے پارٹیوں کے نمائندوں کی نہیں، قوموں کے نمائندوں کی فہرستیں طلب

Marfat.com

کی تھیں اور اس لیے بھی کہ ۱۹۳۷ء کے بعد جو ضمنی انتخابات ہوئے تھے ان کے نتائج سے ثابت ہو چکا تھا کہ کانگریس مسلمانوں کی نمائندگی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ مثلاً ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۳ء تک صوبائی مسلم نشستوں کے اکسٹھ ضمنی انتخابات ہوئے ان میں پینتالیس نشستیں لیگ نے جیت لیں، دس آزاد مسلمان امیدواروں نے اور صرف چار کانگریس نے۔ ۱۹۴۳ء اور ۱۹۴۵ء کے درمیان گیارہ نشستوں کے ضمنی انتخابات ہوئے۔ آٹھ نشستیں مسلم لیگ نے جیتیں، تین آزاد مسلمان امیدواروں نے۔ کانگریس کا ایک بھی امیدوار کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی دوران مرکزی اسمبلی کی چار نشستیں خالی ہوئیں۔ چاروں کی چاروں مسلم لیگ نے جیت لیں۔ گویا یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۹۴۳ء سے پہلے مسلمانوں میں کانگریس کا کوئی اثر تھا تو بعد کے دو برسوں میں وہ بھی ملیا میٹ ہو گیا۔ اس طرح مسلم لیگ یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب تھی کہ کانگریس مسلمانوں کا اعتماد مکمل طور پر کھو چکی ہے اور مسلمانوں کی نمائندگی کا حق صرف مسلم لیگ کو ہے۔ کانگریس نے یہ حقیقت ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ شملہ کانفرنس ناکام رہی۔

Marfat.com

عام انتخابات میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی:

۱۹۴۵ـ۴۶ء کے موسم سرما میں ہندوستان بھر میں صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات ہوئے۔ مسلم لیگ نے یہ انتخابات پاکستان کے مسئلے پر لڑے۔ کانگریس کو معلوم تھا کہ پاکستان بنے گا تو انہی انتخابات کے نتیجے میں۔ اس نے روپیہ پانی کی طرح بہایا۔ مسلمانوں کے کئی چھوٹے چھوٹے دھڑوں کو آگے بڑھایا اور پوری کوشش کی کہ مسلم لیگ ہار جائے اور اگر ہارے نہیں تو کم از کم اتنی کامیابی حاصل نہ کرے کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہونے کا دعویٰ کر سکے۔ دوسری طرف قائداعظم جانتے تھے کہ ان انتخابات میں کامیابی مسلمانوں کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ انھوں نے قوم میں اتنا جوش و خروش اور ولولہ پیدا کر دیا کہ ہر مسلمان اپنی جگہ پر لیگ کا کارکن بن گیا۔ مسلم طلبہ میدان عمل میں نکل آئے۔ دیہات میں پھیل گئے۔ نگر نگر اور بستی بستی میں پاکستان کا پیغام پہنچایا۔ جب انتخابات ہوئے تو کانگریس یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی کہ مسلم لیگ نے صوبائی اسمبلیوں کی چار سو اکتالیس نشستوں میں

Marfat.com

سے چار سو پچیس نشستوں پر قبضہ کرلیا ہے اور مرکزی اسمبلی کی تمام مسلمان نشستیں جیت لی ہیں۔ اس شاندار کامیابی نے ثابت کردیا کہ:

۱۔ مسلمانانِ ہند کی واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔

۲۔ مسلمان پاکستان سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہوں گے۔

۳۔ مسلمانوں میں مسلم لیگ کے خلاف جو سیاسی جماعتیں موجود تھیں وہ شل ہوکر رہ گئی تھیں۔ عوام نے انھیں مکمل طور پر رد کردیا۔

وزارتی مشن کی تجاویز:

انتخابات کے بعد حکومت برطانیہ نے اپنے تین وزیروں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا، جسے تاریخ میں وزارتی مشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مارچ ۱۹۴۶ء کا ذکر ہے۔ مشن نے کانگریس اور مسلم لیگ کے رہنماؤں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا اور پوری کوشش کی کہ دونوں میں کسی مفاہمتی فارمولے پر اتفاق ہوجائے۔ دو تین مہینے اس کوشش میں صرف ہوئے۔ کانفرنسیں ہوئیں۔

Marfat.com

ات ہوئے۔ لمبی خط وکتابت ہوئی لیکن مشن نے محسوس کیا کہ مفاہمت کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ کانگریس متحدہ ہندوستان چاہتی تھی اور مسلم لیگ ان کی آرزومند تھی۔ آخر وزارتی مشن نے اپنی تجاویز پیش کر دیں جو اس سے ایک مفاہمتی فارمولے کی حیثیت رکھتی تھیں کہ ایک طرف ہندوستان ہتا اور دوسری طرف مسلمانوں کے لیے حق خودارادیت تسلیم ہو جاتا۔ ان یز کی موٹی موٹی باتیں یہ تھیں:

ہندوستان کی ایک تین منزلہ فیڈریشن بنے گی جس کے اجزائے ترکیبی یہ ہوں گے: (الف) صوبے، (ب) صوبوں کے تین گروپ، (ج) آل انڈیا یونین

آل انڈیا یونین کو صرف تین اختیارات حاصل ہوں گے۔ دفاع، مواصلات اور امورِ خارجہ

ہر صوبے کو اتنی ہی خودمختاری حاصل ہو گی جتنی ۱۹۳۵ء کے آئینِ حکومت ہند کے ماتحت حاصل تھی۔

Marfat.com

سے چار سو پچیس نشستوں پر قبضہ کرلیا ہے اور مرکزی اسمبلی کی تمام مسلمان نشستیں جیت لی ہیں۔ اس شاندار کامیابی نے ثابت کردیا کہ:

۱۔ مسلمانانِ ہند کی واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ ہی ہے۔

۲۔ مسلمان پاکستان سے کم کسی چیز پر راضی نہ ہوں گے۔

۳۔ مسلمانوں میں مسلم لیگ کے خلاف جو سیاسی جماعتیں موجود تھیں وہ شل ہو کر رہ گئی تھیں۔ عوام نے انھیں مکمل طور پر رد کردیا۔

وزارتی مشن کی تجاویز:

انتخابات کے بعد حکومت برطانیہ نے اپنے تین وزیروں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا، جسے تاریخ میں وزارتی مشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ مارچ ۱۹۴۶ء کا ذکر ہے۔ مشن نے کانگریس اور مسلم لیگ کے رہنماؤں کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا اور پوری کوشش کی کہ دونوں میں کسی مفاہمتی فارمولے پر اتفاق ہو جائے۔ دو تین مہینے اس کوشش میں صرف ہوئے۔ کانفرنسیں ہوئیں۔

Marfat.com

ت ہوئے۔ لمبی خط وکتابت ہوئی لیکن مشن نے محسوس کیا کہ مفاہمت کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ کانگریس متحدہ ہندوستان چاہتی تھی اور مسلم لیگ ن کی آرزومند تھی۔ آخر وزارتی مشن نے اپنی تجاویز پیش کر دیں جو اس سے ایک مفاہمتی فارمولے کی حیثیت رکھتی تھیں کہ ایک طرف ہندوستان ہتا اور دوسری طرف مسلمانوں کے لیے حق خودارادیت تسلیم ہو جاتا۔ ان کی موٹی موٹی باتیں یہ تھیں:

ہندوستان کی ایک تین منزلہ فیڈریشن بنے گی جس کے اجزائے ترکیبی یہ ہوں گے: (الف) صوبے، (ب) صوبوں کے تین گروپ، (ج) آل انڈیا یونین

آل انڈیا یونین کو صرف تین اختیارات حاصل ہوں گے۔ دفاع، مواصلات اور امورِ خارجہ

ہر صوبے کو اتنی ہی خودمختاری حاصل ہوگی جتنی ۱۹۳۵ء کے آئینِ حکومت ہند کے ماتحت حاصل تھی۔

Marfat.com

۴۔ صوبے ان تین گروپوں میں بانٹے جائیں گے۔(الف) چھ ہندو اکثر
صوبے (ب) پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان (ج) بنگال اور آسام
۵۔ ہر گروپ کی الگ حکومت ہوگی۔ اسے دفاع، مواصلات اور امورِ خار
کے سوا وہ سب اختیارات حاصل ہوں گے جو پہلے مرکزی حکومت
حاصل تھے۔
۶۔ دس سال کے بعد اگر کوئی صوبہ یا صوبوں کا کوئی گروپ چاہے تو آل ان
یونین سے الگ ہو سکے گا۔
۷۔ صوبائی حکومتوں، گروپوں کی حکومتوں اور آل انڈیا یونین کے درمیا
اختیارات کی حقیقی تقسیم کا فیصلہ ایک آئین ساز اسمبلی کرے گی جو صوبا
اسمبلیوں کے ارکان فرقہ وار تناسب کے مطابق منتخب کریں گے۔
۸۔ پہلے پوری آئین ساز اسمبلی کا اجلاس ہوگا۔ اس کے بعد آئین ساز اس
تین گروپوں میں بٹ جائے گی اور ہر گروپ کی آئین ساز اسمبلی کا اجلا
ہوگا۔

Marfat.com

جب تک آئین تیار نہیں ہوگا، مرکز میں ایک نمائندہ حکومت نظم ونسق کی ذمہ دار ہوگی۔

اس منصوبے میں کسی ترمیم کی گنجائش نہیں ہوگی۔ سیاسی جماعتیں اسے یا تو مکمل طور پر قبول کریں یا اسے مکمل طور پر رد کر دیں۔ درمیانی راستہ کوئی نہیں ہوگا۔

مسلم لیگ نے ان تجاویز کو قبول کرلیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو گروپنگ وجہ سے پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان، بنگال اور آسام کو فوراً حقِ خود یت مل رہا تھا اور اس طرح مسلمانوں کی دو ایسی اکثریتی مملکتیں وجود میں آسکتی جنھیں دفاع، موصلات اور امورِ خارجہ کے سوا سارے اختیارات حاصل تے۔ دوسرے یہ گنجائش موجود تھی کہ دس سال بعد یہ مملکتیں آل انڈیا یونین سے توڑ کر بالکل آزاد اور خودمختار ہوجائیں۔ کانگریس نے بھی یہ تجاویز قبول کرلیں نیک نیتی سے نہیں۔ بدنیتی کے ساتھ کانگریس نے سوچا کہ وہ آئین ساز کو کثرت رائے سے مختار ادارہ بنالے گی اور گروپوں کے نظام کو ختم کر کے ان کے منصوبے کو ختم کردے گی۔

Marfat.com

پنڈت جواہر لال نہرو نے ۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو ایک بیان میں کہا: ''ہم کسی
چیز کے پابند نہیں ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم نے آئین ساز اسمبلی میں شرکت
فیصلہ کیا ہے۔'' تین دن بعد انھوں نے کہا: ''ہم آئین ساز اسمبلی میں کیا کر
گے اس کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے ہم جو چاہیں گے کریں گے۔ ہم نے
معاملے میں کسی سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔'' کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آز
نے اعلان کیا کہ آئین ساز اسمبلی کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ جس قسم کا آ
چاہے بنالے یہ اسمبلی مکمل طور پر خود مختار ہوگی اور ہم جو آئین بنائیں گے وہ
ہندوستان کے لیے نہیں متحدہ ہندوستان کے لیے ہوگا۔ ان بیانات کا صاف
مطلب یہ تھا کہ آئین ساز اسمبلی میں ہندوؤں کو جو اکثریت حاصل تھی ا
وزارتی مشن کی تجاویز کی روشنی میں نہیں بلکہ اپنی مرضی سے استعمال کیا جائے
اور نہ صرف گروپنگ کو ختم کر دیا جائے گا بلکہ مسلم اکثریتی صوبوں سے یہ حق
چھین لیا جائے گا کہ اگر وہ چاہیں تو دس سال بعد آل انڈیا یونین سے رشتہ توڑ
ایک آزاد مملکت بنالیں۔ ان حالات میں قائداعظم اور مسلم لیگ کے لیے

Marfat.com

کے سوا کوئی راستہ باقی نہ رہا کہ وہ وزارتی مشن کی تجاویز کو رد کر کے پاکستان کے فوری قیام کا مطالبہ کریں۔

براہِ راست اقدام:

قائداعظم کا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا تھا کہ جدوجہد آئینی حدود کے اندر رکھی جائے اور کسی قسم کی قانون شکنی نہ کی جائے لیکن اب حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ انھیں یہ مسلک چھوڑنا پڑا۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ پاکستان حاصل کرنے کے لیے ڈائریکٹ ایکشن یا براہِ راست اقدام کیا جائے، جس میں قانون شکنی بھی شامل ہو۔ رائے عامہ کو اس کے لیے تیار کرنے کی خاطر انھوں نے اعلان کیا کہ ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء کو ہندوستان بھر کے مسلمان ''ڈائریکٹ ایکشن ڈے'' منائیں گے۔ اس دن مکمل، لیکن پرامن ہڑتال ہوگی۔ انھوں نے اپنے بیان میں کہا:

''آج سے ہم آئینی طریقوں کو الوداع کہتے ہیں۔ آج ہمارے ہاتھ میں بھی پستول موجود ہے اور ہم اس کا استعمال جانتے ہیں۔''

Marfat.com

ہندوؤں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس دن قتل و غارت پر اتر آئیں گے۔ چنانچہ کلکتہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان خوف ناک تصادم ہوئے، جن میں چار ہزار سات سو انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔ پندرہ بیس ہزار زخمی ہوئے اور ڈیڑھ لاکھ انسان کلکتہ شہر چھوڑ گئے۔ اس کے بعد پورے ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کی لہر دوڑ گئی۔ مشرقی بنگال، بہار اور پنجاب میں بہت بڑے تصادم ہوئے۔ اگست ۱۹۴۶ء سے فروری ۱۹۴۷ء تک بارہ ہزار مزید ہلاک ہو گئے۔

کانگریس مرکزی حکومت میں داخل ہو گئی۔ اس پر مسلم لیگ نے بھی مرکزی حکومت میں شرکت کی لیکن دونوں پارٹیوں کے وزیروں میں کسی بات پر اتفاق رائے نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے معاملات بگڑتے چلے گئے اور حکومت کے اندر اور باہر افراتفری مچی رہی۔

پنجاب اسمبلی کی ۸۶ مسلمان نشستوں میں سے ۷۹ نشستوں پر مسلم لیگ کا قبضہ تھا لیکن کانگریس نے ملک خضر حیات ٹوانہ اور ان کے چھ ساتھیوں کو ساتھ ملا کر ایک وزارت بنالی۔ ظاہر ہے اس وزارت میں مسلمان محض کٹھ پتلی کی حیثیت

Marfat.com

رکھتے تھے۔ اس وزارت نے جب مسلم لیگ نیشنل گارڈز کو خلافِ قانون قرار دیا اور شہری آزادی کو سلب کرنے کے لیے پبلک سیفٹی ایکٹ نافذ کیا تو قائداعظم نے پنجاب مسلم لیگ کو سول نافرمانی کی تحریک چلانے کی اجازت دے دی۔ ہزارہا مسلمان جیلوں میں چلے گئے۔ حکومت کا نظام تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ آخر کار ملک خضر حیات کو مستعفی ہونا پڑا اور اس طرح پنجاب میں کانگریس اقتدار سے بے دخل ہو گئی۔

صوبہ سرحد میں کانگریسی وزارت قائم تھی۔ جب اس نے دھاندلی کی، تو وہاں بھی مسلم لیگ نے سول نافرمانی کی تحریک جاری کی اور پکڑ دھکڑ کا سلسلہ عام ہو گیا۔ ہندوؤں اور سکھوں کو اس پر غصہ آیا اور انھوں نے پہلے سے زیادہ خونیں فسادات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ان حالات سے مجبور ہو کر برطانیہ کے وزیراعظم جناب کلیمنٹ ایٹلی نے ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء کو لارڈ ویول کو وائسرائے کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ ان کی جگہ لارڈ مونٹ بیٹن کو وائسرائے بنایا اور ان سے کہا کہ اول تو یہ کوشش کریں کہ

Marfat.com

پارٹیاں وزارتی مشن کی تجاویز قبول کرلیں، اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہندوستان کو تقسیم کر دیا جائے۔ ایٹلی نے اعلان کیا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان مستقبل کے بارے میں اتفاق رائے ہو یا نہ ہو برطانیہ ہر صورت میں جون ۱۹۴۸ء تک اپنا اقتدار اٹھا لے گا اور اگر کوئی ایک حکومت بنی تو اسے، ورنہ صوبوں کو اختیارات منتقل کر دے گا۔

Marfat.com

باب ششم

۳ جون کا منصوبہ۔ پاکستان کا قیام

۲۲ر مارچ ۱۹۴۷ء کو لارڈ مونٹ بیٹن نے وائسرائے کا عہدہ سنبھالا اور حالات تیزی سے بدلنے لگے۔ انھوں نے سیاسی رہنماؤں سے مذاکرات کیے۔ پھر لندن گئے اور برطانوی حکومت کے ساتھ ایک متبادل منصوبے کے سلسلے میں مشورے کیے۔ ۲ جون کو واپس آئے۔ اسی دن سیاسی رہنماؤں سے ایک اور ملاقات کی اور ۳ جون کو نئے منصوبے کا اعلان کر دیا۔ اسے تاریخ میں "۳ جون کا منصوبہ" یا "موئنٹ بیٹن منصوبہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنی ریڈیائی تقریر میں اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ ہندوستان کا سیاسی اتحاد برقرار نہیں رہ سکتا۔ انھوں نے کہا کہ اس میں کسی جبر سے بھی کام نہیں لیا جا سکتا۔ اس لیے مسئلے کا واحد حل یہی ہے کہ ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء تک اقتدار دو مملکتوں کے

Marfat.com

حوالے کر دیا جائے۔ اس منصوبے کی نمایاں باتیں یہ تھیں:

۱۔ اگر پنجاب اور بنگال کے غیر مسلم اکثریتی اضلاع کے نمائندے چاہیں تو ان دونوں صوبوں کا بٹوارہ کیا جائے گا۔

۲۔ صوبۂ سرحد اور صوبہ آسام کے مسلم اکثریتی اضلاع میں عام رائے شماری کرا کے عوام سے پوچھا جائے گا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان میں۔

۳۔ سندھ اسمبلی کا اجلاس کثرت رائے سے فیصلہ کریگا کہ سندھ پاکستان میں شامل ہوگا یا ہندوستان میں۔

۴۔ بلوچستان میں اس بات کا فیصلہ قبائلی سرداروں کے جرگے میں ہوگا۔

۵۔ اگر یہی فیصلہ ہوا کہ ہندوستان کو دو مملکتوں میں تقسیم کر دیا جائے تو آئین ساز اسمبلی دو آزاد آئین ساز اسمبلیوں کی صورت لے لے گی۔ ایک پاکستان، دوسری ہندوستان کی۔

۶۔ دو سرحداتی کمیشن بنائے جائیں گے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ایک

Marfat.com

دوسرے سے متصل اکثریتی اضلاع اور دوسرے عناصر کی بنیاد پر دونوں مملکتوں کی حد بندی پر آخری فیصلہ دیں گے۔

۷۔ ماہرین کی ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں گی جو مرکزی حکومت کے اثاثوں اور قرضوں کو ہندوستان اور پاکستان میں تقسیم کریں گے۔

اس منصوبے پر بہت تیزی سے عمل کیا گیا۔ پنجاب اور بنگال کے غیر مسلم اکثریتی اضلاع نے ہندوستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ سندھ اسمبلی اور بلوچستان کے جرگے نے پاکستان میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ آسام کے ضلع سلہٹ میں عام رائے شماری ہوئی جس میں پاکستان کی شاندار جیت ہوئی۔ صوبہ سرحد میں رائے شماری ہونے لگی تو صوبے کی کانگریسی وزارت نے یہ رخنہ ڈالا کہ رائے شماری میں پوچھا جائے کہ لوگ ہندوستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان میں، یا وہ دونوں سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔ چونکہ "آزادی" کی شرط نہ رکھی گئی۔ اس لیے سرحد کی کانگریس پارٹی نے رائے شماری کا بائیکاٹ کر دیا۔ اس کے باوجود کل ووٹروں کی ایک واضح اکثریت نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے۔ اس طرح پاکستان کا قیام ممکن ہو گیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان وجود میں آ گیا۔

Marfat.com

انگریز پاکستان کے مخالف تھے:

بعض متعصب غیر ملکی مورخ لکھتے ہیں کہ پاکستان کو انگریزوں کی حمایت حاصل تھی۔ کیونکہ وہ "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر چلتے تھے۔ یہ سراسر غلط ہے۔ انگریزوں نے پہلے تو پاکستان کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ پھر اسے ناقابلِ عمل قرار دیتے رہے۔ جب یہ تحریک بڑی گھن گرج کے ساتھ اٹھی اور پھیلی تو پھر بھی انگریزوں کی کوشش یہی رہی کہ کسی نہ کسی طریقے سے ہندوستان متحد رہے۔ چنانچہ انھوں نے جتنے منصوبے پیش کیے ان میں متحدہ ہندوستان کا ڈھانچہ برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ حتیٰ کہ جب حالات بالکل واضح تھے اور پاکستان بنانے کے سوا کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا تو اس وقت بھی برطانوی وزیر اعظم جناب ایٹلی نے لارڈ مونٹ بیٹن کو ہدایت جاری کی کہ ہندوستان کو متحد رکھنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔ جب تقسیم کا فیصلہ ہو گیا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے برطانوی پارلیمنٹ میں ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا تو اس پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم ایٹلی نے کہا: "یہ علیحدگی شاید باقی نہ رہے اور جو دو مملکتیں ہم قائم کر رہے ہیں شاید وقت گزرنے کے ساتھ ایک ہو جائیں۔"

Marfat.com

پاکستان کے بارے میں برطانیہ کا رویہ اس وقت اور بھی خراب ہو گیا جب ہندوستان نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے کہا کہ آزادی کے بعد پہلے گورنر جنرل وہی بنیں۔ لارڈ موصوف نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ پاکستان بھی انھی کو گورنر جنرل نامزد کرے تاکہ وہ دونوں مملکتوں کے مشترکہ گورنر جنرل بنیں۔ قائداعظم کو ان کی نیت میں شبہ نظر آیا۔ اس لیے انھوں نے گورنر جنرل کے عہدے کے لیے اپنا نام پیش کیا۔ لارڈ مونٹ بیٹن نے اس بات کا برا مانا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب اثاثوں کی تقسیم کا وقت آیا تو انھوں نے اس میں انصاف کے ساتھ کام لینے سے گریز کیا۔

برطانیہ کی پاکستان دشمنی اس وقت بھی ظاہر ہوئی جب سرحدی کمیشن کے چیئرمین سر ریڈکلف نے اپنا فیصلہ دیتے وقت مسلمانوں کے خلاف بڑی دھاندلی کا ارتکاب کیا۔ ضلع گورداسپور کے زیادہ تر حصے اور ضلع فیروز پور کی تحصیلوں فاضلکا اور زیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور یہ علاقے مسلم اکثریتی اضلاع سے متصل تھے۔ اس لیے ان پر پاکستان کا حق تھا لیکن ریڈکلف نے یہ علاقے

Marfat.com

ہندوستان میں شامل کر کے پاکستان کے لیے بہت سے مسئلے کھڑے کر دیے۔ اگر ضلع گورداسپور میں پٹھان کوٹ کا علاقہ ہندوستان کو نہ دیا جاتا تو کشمیر کا مسئلہ نہ اٹھتا۔ کیونکہ پٹھانکوٹ کے ذریعے سے ہی ہندوستان کو ریاست جموں و کشمیر پر تسلط جمانے کا موقعہ مل گیا۔

قائداعظم اور پاکستان:

یہ درست ہے کہ پاکستان کا تصور علامہ اقبال نے پیش کیا۔ اس کا نام چودھری رحمت علی نے رکھا لیکن اسے عمل میں لائے تو قائداعظم، جس زمانے میں انھوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کا آغاز کیا، مسلم لیگ ایک بے جان جماعت تھی۔ انھوں نے اس میں جان ڈالی۔ ۱۹۳۷ء کے انتخابات بڑی بے سروسامانی کی حالت میں لڑے۔ ان میں کامیابی محدود ہوئی کیونکہ ایک تو لیگ عوامی جماعت نہیں تھی۔ دوسرے مسلمانوں کے امیر اور جاگیردار طبقے نے مختلف صوبوں میں اپنی اپنی پارٹیاں بنا رکھی تھیں۔ تیسرے جن سیاسی جماعتوں

Marfat.com

کوعوام تک رسائی حاصل تھی وہ کانگریس کی دُم چھلا تھیں۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء میں جب مسلم لیگ کا اجلاس لکھنؤ میں ہوا تو قائداعظم نے اپنے خلوص اور سیاسی فراست سے کام لیتے ہوئے مسلم اکثریتی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کو ساتھ ملایا۔ مولانا ظفر علی خان اور مولانا شوکت علی اور مولانا حسرت موہانی جیسے عوامی رہنماؤں کا تعاون حاصل کیا۔ مسلم لیگ کو عوام میں اتنا مقبول بنایا کہ ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئیں اور اس کی نمائندہ حیثیت مسلم ہوتی چلی گئی۔ انھوں نے دو قومی نظریے کو شدت سے آگے بڑھایا۔ جب زمین ہموار ہوگئی تو تحریکِ پاکستان کا پرچم بلند کیا۔

ان کے راستے میں بڑی بڑی مشکلات حائل تھیں۔ ایک طرف برطانیہ تھا جو پاکستان کا قائل نہیں تھا۔ دوسری طرف کانگریس تھی جو نہایت مضبوط جماعت تھی اور پاکستان کی مخالف تھی۔ اس کے پاس پیسہ تھا، اخبارات تھے، کارکنوں کی ایک پوری کھیپ تھی۔ مسلم لیگ کا حال یہ تھا کہ اس کی تنظیم ہی مکمل نہیں تھی۔ کارکنوں کی قلت تھی۔ پیسے کی کمی تھی۔ مسلمان اخباروں کی تعداد بہت کم تھی جو

Marfat.com

اخبار موجود تھے وہ کمزور تھے۔ قائداعظم کے خلاف پروپیگنڈے کی جو دیوار کھڑی کی گئی اس کو توڑنا بہت مشکل تھا۔ قائداعظم کو اپنوں کے خلاف بھی لڑنا پڑا۔ پرایوں کے خلاف بھی۔ قائداعظم کو لالچ بھی دیا گیا۔ ہندو رہنماؤں نے کہا کہ اگر وہ پاکستان کا مطالبہ نہ کریں تو متحدہ ہندوستان کے وزیراعظم بن سکتے ہیں لیکن ان کا کردار اتنا بلند اور بے داغ تھا کہ غیر بھی کہتے تھے کہ اس مسلمان رہنما کو خریدنا ناممکن ہے۔

انھوں نے برطانیہ اور کانگریس کی مشترکہ طاقت کا مقابلہ کیا۔ آئینی جنگ میں نہایت ہشیاری اور عقلمندی سے اپنا موقف منوایا۔

وہ اصلاً ایک عوامی شخصیت نہیں تھے۔ ایک بلند کردار پارلیمانی مقرر اور سیاستدان تھے۔ عوام کے ساتھ ان کا کوئی خاص رابطہ نہیں تھا۔ تقریر بھی انگریزی زبان میں کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ انھوں نے اپنی شخصیت کو ایک نئے قالب میں ڈھالا اور عوام میں اتنے مقبول ہو گئے کہ ٹوٹی پھوٹی اردو میں بھی تقریر کرتے تو لوگ عش عش کر اٹھتے۔ انھوں نے بڑھاپے میں بیمار ہونے کے باوجود بڑی محنت شاقہ سے کام لیا۔ دوروں پر دورے کرتے، عوام سے خطاب کرتے اور انھیں اتحاد کا درس دیتے۔ انھوں نے کانگریس کا طلسم توڑا، ان مسلمان رہنماؤں کا طلسم

Marfat.com

ڑا جو کانگریس کے ساتھی تھے اور بڑی دھواں دار تقریریں کرتے تھے۔ آخر وہ
ت آیا جب ۱۹۴۶ء کے عام انتخابات میں سارے مخالف عناصر پٹ گئے اور
وام نے پاکستان کے حق میں دوٹوک فیصلہ دے دیا۔ تاریخ میں ایسی کوئی مثال
وجود نہیں کہ کسی رہنما نے خونیں جنگ لڑے بغیر ایک عظیم مملکت قائم کر دی ہو۔
ٹھیک ہے کہ تحریکِ پاکستان کے آخری دور میں مسلمانوں کا خون بہا لیکن اس
قت تک پاکستان کا اصول منوایا جا چکا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قائداعظم کی شخصیت ایک تاریخ ساز شخصیت تھی۔
ھوں نے ہندوستان کی تاریخ بدل دی۔ جغرافیہ بدل دیا اور ایک ایسی آزاد
ملکت قائم کر دی جو دنیائے اسلام کی سب سے بڑی آزاد اور خودمختار مملکت تھی۔
۱۹۷ء میں پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے تو ہماری ہی غلطیوں کی وجہ سے۔
ہر حال پاکستان ہو یا بنگلہ دیش، دونوں کا آزاد وجود اس جدوجہد کا نتیجہ ہے جو
قائداعظم کی رہنمائی میں برصغیر کے مسلمانوں نے شروع کی تھی۔

Marfat.com

باب ہفتم

قائداعظم کا تصورِ پاکستان

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قائداعظم کے ذہن میں پاکستان کا جو تصور
اس کے خدوخال کیا تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ کیسا پاکستان چاہتے تھے؟ ظا
ہے ان کا مقصد صرف یہ نہیں تھا کہ خشکی کا ایک ٹکڑا مہیا ہو جائے جہاں مسلما
چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ وہ پاکستان کو ایک مثالی مملکت بنانا چاہتے تھے
ایک ایسی مملکت جس میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک عادلانہ اور منصفا
معاشی اور معاشرتی نظام قائم ہو جہاں انسان انسان کو نہ لوٹ سکے۔ جہاں امیر
غریب پر فوقیت حاصل نہ ہو۔ جہاں ہر انسان کو آگے بڑھنے کے برابر موا
نصیب ہوں۔ جہاں کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکے۔ جہاں ایک جمہوری نظام قائم ہو
جہاں مختلف سیاسی جماعتیں پنپ سکیں اور ایک تعمیری انداز میں رائے عامہ کی

Marfat.com

پنے حق میں منظم کر سکیں۔ قائداعظم کے ان نظریات کا اندازہ کرنے کے لیے
ہیں ان کی تقریروں اور بیانات پر ایک نظر ڈالنی ہوگی۔

۱۹۴۱ء میں قائداعظم نے فرمایا:

"اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز ہمیشہ ہمارے سامنے رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفا کشی کا سرچشمہ صرف خدا کی ذات ہے اس کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے، نہ پارلیمنٹ کی اور نہ کسی اور شخص یا ادارے کی۔ قرآن مجید کے احکام ہی سیاست اور معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدیں قائم کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت اور دوسرے لفظوں میں قرآنی اصول ودراحکام کی حکمرانی کے لیے آپ کو علاقے اور مملکت کی ضرورت ہے۔"

Marfat.com

۱۹۴۴ء میں انھوں نے لیگ کے کراچی سیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہ

> ''وہ کون سا رشتہ ہے جس میں بندھ جانے سے تمام مسلمان ایک واحد جسم کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت قائم ہے۔ وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے۔ وہ بندھن، وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی عظیم کتاب قرآن حکیم ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ہم میں زیادہ سے زیادہ وحدت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب، ایک امت۔''

اور یہ محض ایک نعرہ نہیں تھا جو قائداعظم نے بلند کیا۔ انھیں اس نعرے کے تقاضوں کا علم تھا اور یہ احساس تھا کہ قرآن حکیم میں مسلمانوں کے سارے مسائل کا حل موجود ہے۔ چنانچہ انھوں نے ۱۹۴۵ء میں قوم کے نام عید کے پیغام میں کہا:

Marfat.com

''اس حقیقت سے سوائے جہلاء کے ہر شخص واقف ہے
کہ قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ اخلاق ہے جو مذہب،
معاشرت، تجارت، عدالت، فوج، سول اور فوجداری
کے تمام قوانین کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ مذہبی رسوم
ہوں یا روزمرہ زندگی کے معاملات، رُوح کی نجات کا
سوال ہو یا بدن کی صفائی کا۔ اجتماعی واجبات کا مسئلہ ہو یا
انفرادی حقوق کا۔ ان تمام معاملات کے لیے اس
ضابطے میں قوانین موجود ہیں۔''

اسی سال زیادہ وضاحت کے ساتھ اپنا تصور پاکستان پیش کرتے ہوئے
انھوں نے فرمایا:

''پاکستان کا مطلب یہی نہیں کہ ہم غیر ملکی حکومت سے
آزادی چاہتے ہیں۔ اس سے اصل میں مسلم
آئیڈیالوجی مراد ہے، جس کا تحفظ نہایت ضروری ہے۔

Marfat.com

ہمیں اپنی آزادی ہی مطلوب نہیں، ہمیں اس قابل بھی بننا ہے کہ اس کی حفاظت کر سکیں اور اسلامی تصورات اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔"

معاشی نظام

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قائداعظم پاکستان میں کیسا معاشی نظام چاہتے تھے۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں انھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے دہلی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو تنبیہ کر دوں جن کی خوشحالی کی قیمت عوام نے ادا کی ہے۔ اس کا سہرا اس نظام کے سر ہے جو انتہائی ظالمانہ اور شر انگیز ہے۔ اس نظام نے ان لوگوں کو اس حد تک خود غرض بنا دیا ہے کہ انھیں دلیل سے قائل نہیں کیا جا سکتا۔ اپنا مقصد پورا

Marfat.com

کرنے کے لیے عوام کا استحصال کرنے کی خوئے بد ان کے خون میں رچ گئی ہے۔ وہ اسلامی احکام کو بھول چکے ہیں۔ حرص و ہوس نے سرمایہ داروں کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ یہ دوسروں کے مفادات کو کچل کر خود موٹے ہو رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج ہم اقتدار میں نہیں ہیں لیکن وہ وقت بھی دور نہیں جب ہم اقتدار میں آئیں گے۔ آپ شہر سے باہر کسی جانب چلے جائیے۔ میں نے دیہات میں جا کر خود دیکھا ہے کہ ہمارے عوام میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جنھیں دن میں ایک وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ کیا آپ اسے تہذیب اور ترقی کہیں گے؟ کیا یہی پاکستان کا مطلب ہے؟ کیا آپ نے سوچا کہ کروڑوں لوگوں کا استحصال کیا گیا ہے اور اب ان کے لیے دن میں ایک بار کھانا حاصل کرنا

Marfat.com

بھی ممکن رہا؟ اگر پاکستان کا حصول اس صورت حال میں تبدیلی نہیں لاسکتا تو پھر میں اسے حاصل نہ کرنا ہی بہتر سمجھتا ہوں۔ اگر سرمایہ دار اور جاگیردار عقلمند ہیں تو وہ نئے حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیں گے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر خدا ہی ان کے حال پر رحم کرے ہم ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔"

اس طویل اقتباس سے یہ اندازہ کرنا آسان ہے کہ قائداعظم سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے مخالف تھے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کیسا معاشی نظام چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں لیگ کے کراچی سیشن کی وہ قرارداد ہماری رہنمائی کرتی ہے جو جناب ظہیر الحسن لاری نے پیش کی اور قائداعظم کی زبردست تائید سے بہ اتفاق رائے منظور ہوئی۔ اس میں صدر کو اختیار دیا گیا کہ وہ ایک کمیٹی اس مقصد سے قائم کریں جو مسلمانوں کی معاشرتی اور معاشی بہبود کے لیے ایک پانچ سالہ منصوبہ بنائے جس میں یہ چیزیں شامل ہوں:

Marfat.com

''پاکستان میں شامل ہونے والے علاقوں میں ایسی صنعتوں کا قیام جو قومی ملکیت میں ہوں۔ مفت ابتدائی تعلیم، اراضی کی ملکیت کے نظام میں اصلاحات، مالیے کا استحکام، مزارعین کے حقوق کی حفاظت، مزدوروں اور کاشت کاروں کے حالات کار میں بہتری، ساہوکاروں پر کنٹرول۔''

۸ر نومبر ۱۹۴۵ء کو ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے نمائندے نے قائد اعظم سے پاکستان کے معاشی نظام کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:

''میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ آج کے زمانے میں ضروری اور کلیدی صنعتوں کا انتظام اور کنٹرول مملکت کے ہاتھ میں ہونا چاہیے اور یہی اصول عوامی فائدے کے دوسرے اداروں پر صادق آتا ہے لیکن کلیدی صنعت اور عوامی فائدے کے اداروں سے کیا مراد ہے؟ اس کا

Marfat.com

فیصلہ کرنا میرا کام نہیں، قانون بنانے والوں کا کام

ہے۔"

یکم مارچ ۱۹۴۶ء کو کلکتے میں مسلم لیگ کے کارکن قائداعظم سے ملے اور پوچھا کہ پاکستان میں غریبوں کی پوزیشن کیا ہوگی۔ اس پر قائداعظم نے کہا کہ مسلم لیگ امیروں کے لیے نہیں، غریبوں اور مظلوموں کے لیے لڑ رہی ہے۔ مجھے سرمایہ داروں سے کوئی ہمدردی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"میں بوڑھا آدمی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا کچھ دے رکھا ہے کہ میں اس عمر میں آرام کی زندگی بسر کر سکوں۔ پھر میں کیوں خون پسینہ ایک کر رہا ہوں، کیوں اتنی بھاگ دوڑ کر رہا ہوں، کیوں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال رہا ہوں؟ یقیناً سرمایہ داروں کے لیے نہیں بلکہ صرف تمہارے لیے، غریبوں کے لیے، میں حالات سے واقف ہوں۔ پاکستان بنے گا تو ہم جو کچھ کر سکیں

Marfat.com

گے کریں گے۔ تاکہ ہر شخص ایک شائستہ اور آرام دہ زندگی گزار سکے۔"

پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے جولائی ۱۹۴۸ء میں کہا:

"ہمارے سامنے یہ مقصد ہے کہ یہاں کے عوام خوشحالی اور اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں۔ یہ مقصد اس طرح حاصل نہیں ہو سکتا کہ ہم مغرب کے معاشی نظام کو اپنا لیں۔ ہمیں اپنا راستہ خود طے کرنا ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایسا نظام پیش کرنا چاہیے جو کہ انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے اسلامی تصورات کے مطابق ہو۔ صرف یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم وہ فرض ادا کر سکیں گے جو ہم پر مسلمان ہونے کی حیثیت سے عائد ہوتا ہے اور ہم دنیا کو وہ پیغام دے سکیں گے جو اسے تباہی سے بچا لے گا اور بنی نوع انسان کو مسرت اور خوشحالی کا پیغام دے گا۔ یہ کام کسی اور نظام سے نہیں ہو سکتا۔"

Marfat.com

پاکستان کا آئین:

قائداعظم سے جب یہ پوچھا جاتا کہ پاکستان کا آئین کیسا ہوگا تو وہ ہمیشہ یہی جواب دیتے کہ آئین بنانا آئین ساز اسمبلی کا کام ہے اور آئین ویسا ہی بنے گا جیسا عوام چاہیں گے۔ بہرحال انھوں نے دو ایک بار ذاتی طور پر اس رائے کا اظہار کیا کہ پاکستان میں پارلیمانی اور وفاقی نظام ہوگا۔ پارلیمانی نظام سے مراد یہ تھی کہ ایک سے زیادہ سیاسی پارٹیاں بن سکیں گی۔ اکثریتی پارٹی حکومت بنائے گی اور وہ پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوگی۔ جب تک اسے اکثریت کا اعتماد حاصل رہے گا وہ برسراقتدار رہے گی۔ وفاقی نظام سے مطلب یہ تھا کہ صوبوں کو اندرونی خودمختاری حاصل ہوگی۔ وفاقی حکومت ان اختیارات کی مالک ہوگی جو اسے آئین ساز اسمبلی سونپے گی۔

پاکستان بننے کے بعد ایک تقریر میں انھوں نے کہا:

"آخر حکومت کے سامنے مقصد کیا ہے؟ حکومت کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔ عوام کی بے لوث

Marfat.com

خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے مناسب تدبیریں
اختیار کرنا۔ اس کے سوا برسر اقتدار حکومت کا مقصد اور کیا
ہو سکتا ہے؟ اگر اس کے سوا کوئی اور مقصد سامنے ہے تو
ایسی حکومت کو اقتدار سے ہٹا دو لیکن ہلڑ بازی سے نہیں۔
اقتدار آپ کے پاس ہے۔ آپ کی چیز ہے۔ آپ کو اسے
استعمال کرنے کا فن بھی آنا چاہیے۔ آئینی طور پر یہ آپ
کے اختیار میں ہے کہ اگر کسی حکومت سے آپ مطمئن نہ
ہوں تو اسے برطرف کر دیں اور اپنی مرضی کی حکومت قائم
کریں۔"

صوبائی اور علاقائی تعصبات:

ہم بتا چکے ہیں کہ قائداعظم صوبوں کی اندرونی خودمختاری کے حامی تھے
لیکن وہ صوبائی اور علاقائی تعصبات کے سخت خلاف تھے۔ ان کی رائے کو سمجھنے

Marfat.com

کے لیے ان کی تقریروں سے یہ دو اقتباس پیش کیے جاتے ہیں:

"آپ کو اپنے صوبے کی محبت اور اپنی مملکت کی محبت کے درمیان فرق کو سمجھنا چاہیے۔ مملکت کی محبت ہمیں ایک ایسی سطح پر لے جاتی ہے جو صوبائی محبت سے بالاتر ہے۔ اس کے لیے بلند تر حب وطن کی ضرورت ہے۔ مملکت سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے ذاتی یا مقامی یا صوبائی مفادات کو سارے ملک کے مفاد کے تابع کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ مملکت کا فرض پہلے ہے اور اپنے صوبے، اپنے ضلع، اپنے قصبے اور اپنے گاؤں کا فرض بعد میں آتا ہے۔" (۱۲/اپریل ۱۹۴۸ء)

"اب ہم سب پاکستانی ہیں...... نہ بلوچی، نہ پٹھان، نہ سندھی، نہ بنگالی، نہ پنجابی، ہمیں پاکستانی اور صرف پاکستانی کہلوانے پر فخر ہونا چاہیے۔ ہم جو کچھ محسوس

Marfat.com

کریں، جو کچھ عمل کریں، جو قدم بھی اٹھائیں، پاکستانی اور فقط پاکستانی کی حیثیت میں، میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ جب کوئی نیا قدم اٹھانے لگیں تو پہلے رُک کر ذرا سوچ لیں کہ یہ آپ کی ذاتی یا مقامی پسند یا ناپسند کے زیر اثر ہے یا پورے پاکستان کے فائدے کا خیال دوسری سب باتوں پر غالب ہے۔ اگر ہر شخص یوں اپنا محاسبہ کرے گا اور خود کو مجبور کر کے اپنے آپ پر اور دوسروں پر بھی ایمان داری کا اصول لاگو کرنے کا عادی ہو جائے گا تو پاکستان کا مستقبل نہایت روشن اور شاندار ہو جائے گا۔

اقلیتوں سے سلوک:

قائداعظم کو پاکستان میں آباد اقلیتوں کے حقوق کا بہت خیال تھا۔ پاکستان بننے سے ایک مہینہ پہلے انھوں نے دہلی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب

Marfat.com

کرتے ہوئے کہا:

"پاکستان میں اقلیتوں کی پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ان کا مذہب، عقیدہ اور ایمان پاکستان میں بالکل سلامت اور محفوظ رہے گا۔ ان کی عبادات کی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ ان کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور ان کی ثقافت کی مناسب حفاظت ہوگی۔ وہ بلالحاظِ رنگ و نسل ہر اعتبار سے پاکستان کے شہری ہوں گے۔"

پاکستان کی آئین ساز اسمبلی میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا:

"آپ آزاد ہیں۔ آپ عبادت کے لیے اپنے مندروں میں جانے میں آزاد ہیں۔ آپ اپنی مسجدوں میں جانے میں آزاد ہیں۔ آپ مملکت پاکستان میں اپنے عقیدے

Marfat.com

کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں جانے میں آزاد ہیں۔آپ کسی بھی مذہب، فرقے یا عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، امورِ مملکت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔خدا کا شکر ہے کہ ہم اس زمانے میں آغاز کر رہے ہیں جب دو فرقوں کے درمیان کسی قسم کا فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ جب ایک فرقے کو دوسرے فرقے پر رنگ یا نسل کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جاتی۔ہم اس بنیادی اصول سے کام شروع کر رہے ہیں کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور برابر کے شہری ہیں۔"

Marfat.com

یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی درج ذیل بک شاپس پر دستیاب ہے

- اسلام آباد: 6۔ اے اوڈو اریا، تعلیمی چوک G-8/4، اسلام آباد فون 051-9261125
  - این بی ایف کلب بک شاپ، اسلام آباد کلب، اسلام آباد فون: 051-9046242-8447242
- راولپنڈی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، راولپنڈی کینٹ فون 0333-5756891
- لاہور: لوئر گراؤنڈ فلور، بلڈنگ نمبر 1، ایوان اقبال کمپلیکس، ایجرٹن روڈ، لاہور فون: 042-99203863 فیکس نمبر: 042-99203866
  - ٹریولرز بک کلب / شاپ: علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئر پورٹ، لاہور فون: 042-37740961
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 2، ریلوے سٹیشن، لاہور فون: 0321-4376490
- واہ کینٹ: این بی ایف بک شاپ، سنٹرل لائبریری عمارت واہ کینٹ (Premises) فون: 051-9314004
- فیصل آباد: شاپ نمبر 10، ہاشمی ہال شاپنگ سنٹر، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد فون: 041-2648179
- ملتان: شاپ نمبر 6-5-4، ایم۔ ڈی۔ اے روڈ، نزد آرٹس کونسل، ملتان فون: 061-9201281
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 3، ریلوے سٹیشن، ملتان کینٹ فون: 0301-7556886
- پشاور: پلاٹ نمبر 37-36، سیکٹر B-2، فیز 5، حیات آباد، پشاور فون 091-9217273 فیکس نمبر 091-9217273
- ایبٹ آباد: فرسٹ فلور، پبلک لائبریری، جلال بابا آڈیٹوریم، ایبٹ آباد فون 0992-9310291
- ڈیرہ اسمٰعیل خان: این بی ایف بک شاپ، گورنمنٹ اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول نمبر 2، سرکلر روڈ ڈی آئی خان فون 0336-7221016
- بنوں: این بی ایف بک شاپ، نیئر بنوں پریس کلب، پریڈ گیٹ، بنوں فون 0346-9155010-0333-9765817
- کراچی: این بی ایف، بریل کمپلیکس بلڈنگ، نزد پی ٹی وی اسٹیشن، سٹیڈیم روڈ کراچی فون: 021-99231762 فیکس نمبر 021-99231089
  - ٹریولرز بک کلب / شاپ: ڈومیسٹک ڈیپارچر لاؤنج، جناح انٹرنیشنل ایئر پورٹ، کراچی فون 021-99248432
  - ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 1، کینٹ ریلوے سٹیشن، کراچی فون: 0300-9254426
- سکھر: پبلک لائبریری، اولڈ سکھر فون: 071-9310892
- روہڑی: ریلوے بک سٹال: پلیٹ فارم نمبر 4-3، ریلوے سٹیشن، روہڑی فون 0307-2952608
- حیدر آباد: این بی ایف بک شاپ، اولڈ کیمپس، گاڑی کھاتہ، حیدر آباد فون 022-9200251 0347-3201467
- خیر پور: این بی ایف بک شاپ، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیر پور فون 0304-3762791
- لاڑکانہ: این بی ایف بک شاپ، شہید محترمہ بے نظیر بھٹو میڈیکل یونیورسٹی، لاڑکانہ فون: 074-9410229
- جیکب آباد: این بی ایف بک شاپ، مدینہ کریسنٹ بلڈنگ، ڈی سی چوک، قائداعظم روڈ، جیکب آباد فون: 0722-650817
- کوئٹہ: مکان نمبر 3-9/9، اتحاد سٹریٹ، کوئٹہ فون 081-9201570 فیکس 081-9201869

نیشنل بک فاؤنڈیشن

6۔ اے اوڈو اریا، تعلیمی چوک G-8/4، پوسٹ بکس نمبر 1169، اسلام آباد
فون 9261125، 051-2255572 فیکس نمبر: 051-2264283
ای میل books@nbf.org.pk ویب سائٹ www.nbf.org.pk

Marfat.com

Marfat.com

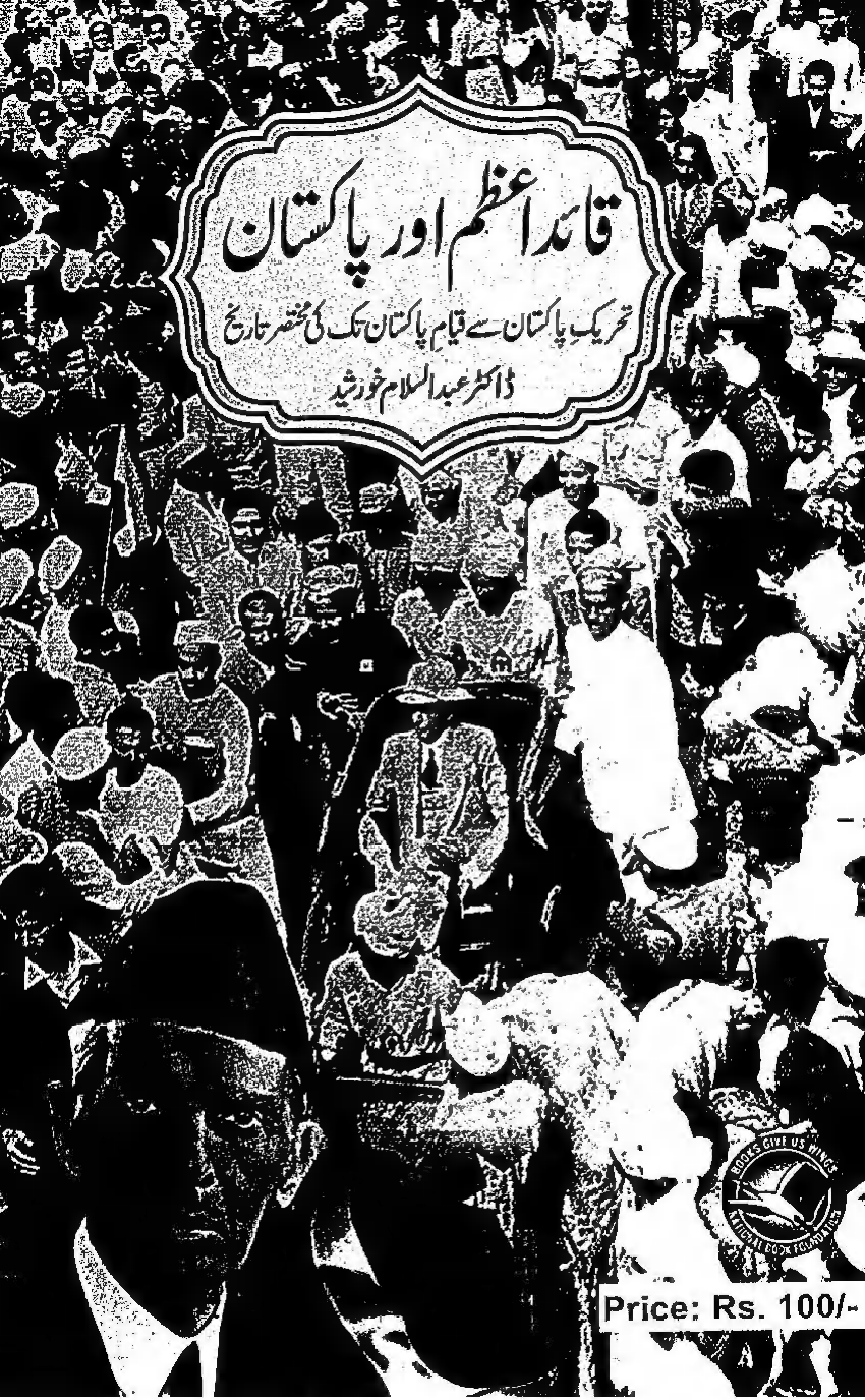
قائداعظم اور پاکستان
تحریکِ پاکستان سے قیامِ پاکستان تک کی مختصر تاریخ
ڈاکٹر عبدالسلام خورشید
BOOKS GIVE US WINGS
Price: Rs. 100/-

Marfat.com